263

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 21۔اکتوبر 2005

1۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات داخلہ وجیل خانہ جات)

1۔ نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

2۔ غیرنشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

3۔ سرکاری کارروائی

گزشتہ یوم کی کارروائی (اگر کوئی ہو)

265

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 21۔اکتوبر 2005

(یوم الجمع، 16۔رمضان المبارک 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بجے زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَٰعِبَادِيَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّ أَرۡضِي وَٰسِعَةٞ فَإِيَّٰيَ فَٱعۡبُدُونِoكُلُّ نَفۡسٖ ذَآئِقَةُ ٱلۡمَوۡتِۖ ثُمَّ إِلَيۡنَا تُرۡجَعُونَoوَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُم مِّنَ ٱلۡجَنَّةِ غُرَفٗا تَجۡرِي مِن تَحۡتِهَا ٱلۡأَنۡهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَاۚ نِعۡمَ أَجۡرُ ٱلۡعَٰمِلِينَoٱلَّذِينَ صَبَرُواْ وَعَلَىٰ رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُونَoوَكَأَيِّن مِّن دَآبَّةٖ لَّا تَحۡمِلُ رِزۡقَهَا ٱللَّهُ يَرۡزُقُهَا وَإِيَّاكُمۡۚ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡعَلِيمُo

سُوۡرَۃُ العَنکبوت آیات56 تا60

اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو میری زمین فراخ ہے تو میری ہی عبادت کروo ہر متنفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ پھر تم ہماری ہی طرف لوٹ کر آؤ گےo اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن کو ہم بہشت کے اُونچے اُونچے محلوں میں جگہ دیں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ (نیک) عمل کرنے والوں کا (یہ) خوب بدلہ ہےo جو صبر کرتے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیںo اور بہت سے جانور ہیں جو اپنا رزق اُٹھائے نہیں پھرتے خدا ہی ان کو رزق دیتا ہے اور تم کو بھی۔ اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہےo

وما علینا الاالبلاغo

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ داخلہ و جیل خانہ جات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

محترمہ طاہرہ منیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

پوائنٹ آف آرڈر

محکمہ تعلیم کا مڈل کلاسوں کے نصاب سے معاشرتی علوم ختم کر کے بدھ مت اور ہندوازم متعارف کرانے کا فیصلہ

محترمہ طاہرہ منیر: جناب سپیکر! 21۔ ستمبر کے "نوائے وقت" میں ایک خبر چھپی تھی کہ اگلے سال چھٹی سے آٹھویں تک معاشرتی علوم ختم کی جا رہی ہے اور بدھ مت اور ہندوازم پڑھایا جائے گا۔ میں نے پہلے بھی یہاں بات کی تھی تو وزیر قانون صاحب نے یہ یقین دہانی کروائی تھی کہ میں اگلے سیشن میں اس کے متعلق تفصیل سے بتاؤں گا تو براہ مہربانی یہ نصاب کے متعلق بتا دیں۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! پچھلے سیشن میں آخری دن جو بات ہوئی تھی وہ محترمہ نے نصاب کے حوالے سے کوئی بات یہاں پر کی تھی اور میں نے انہیں جواب دیا تھا کہ نصاب کو بدلنے یا اس میں amendment کی کوئی instructions ہمیں فیڈرل گورنمنٹ سے نہیں آئیں کیونکہ نصاب کے معاملے کو فیڈرل گورنمنٹ deal کرتی ہے، صوبہ اس کو deal نہیں کرتا۔

سوالات (محکمہ جات داخلہ و جیل خانہ جات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ پہلا سوال سید احسان اللہ وقاص کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 571 ہے۔

لاہور میں کار اور موٹر سائیکل چوری کی وارداتوں کی تفصیل

*571: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گزشتہ سال 2002 میں ضلع لاہور میں کتنی کاریں اور موٹر سائیکل / سکوٹر چوری ہوئے ان میں سے کتنی کاریں اور موٹر سائیکل / سکوٹر برآمد کئے گئے اور کتنے تاحال برآمد نہیں ہوئے؟

(ب) لاہور ضلع میں مندرجہ بالا چوری کی سب سے زیادہ وارداتیں کس تھانہ میں ہوئیں اور کس تھانہ نے سب سے زیادہ برآمدگیاں کیں، اینٹی کار لفٹنگ سٹاف نے کتنی برآمدگیاں کیں اور کتنے کیسز ان کے پاس درج ہوئے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ کاریں چوری کر کے قبائلی علاقہ اور صوبہ سندھ کے دیہات میں پہنچا دی جاتی ہیں، جہاں کاروں کے مالک کار چوروں کے ایجنٹوں کو دے دلا کر اپنی چوری شدہ کاریں واپس لاتے ہیں۔

(i) کیا حکومت پنجاب نے صوبہ پنجاب سے باہر دوسرے صوبہ کو جانے والی سڑکات پر چوری شدہ کاروں کے صوبہ سے باہر جانے سے روکنے کے لئے ناکہ بندی کے کیا مستقل انتظامات کئے ہیں؟

(ii) دوسرے صوبہ کی پولیس / ایجنسیوں سے کار چوری میں کیا کیا تعاون طلب اور حاصل کیا گیا ہے جس سے کار چوری کا انسداد ہو سکے؟

وزیر داخلہ:

(الف) سال 2002 کے دوران ضلع لاہور میں 607 کاریں اور 1339 موٹر سائیکل / سکوٹر چوری و چھینی گئیں جن میں سے 197 کاریں اور 333 موٹر سائیکلیں / سکوٹرز برآمد کئے گئے۔ جبکہ 410 کاریں اور 1006 موٹر سائیکل / سکوٹر برآمد ہونا بقایا ہیں۔

(ب) چوری / کاریں چھیننے کی وارداتیں سب سے زیادہ تھانہ گلبرگ اور موٹر سائیکل / سکوٹر تھانہ اقبال ٹاؤن میں ہوئیں۔ عرصہ 2002 میں جملہ مقدمات کی تفتیش ہائے شعبہ انوسٹی گیشن A.C.L.S کے پاس تھیں اس لئے تمام برآمدگیاں A.C.L.S لاہور نے کی ہیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ چوری شدہ کاریں قبائلی علاقہ اور صوبہ سندھ کے دیہات میں پہنچائی جاتی ہیں اور صوبہ سرحد کے رسہ گیر اپنے ایجنٹوں کے ذریعے بعض مالکان سے رقم وصول

کر کے چوری شدہ گاڑیاں واپس کرتے ہیں۔

(I) ضلع لاہور پولیس نے لاہور شہر سے دیگر اضلاع کو جانے والی سڑکوں پر جن مقامات پر ناکہ بندی کی ہے ان میں پرانا راوی پل، نیو راوی پل، سگیاں راوی پل، موٹروے شیراکوٹ، موٹر وے موہلنوال اور گجو متہ روہی نالہ شامل ہیں۔ صوبہ پنجاب سے دوسرے صوبوں کو رابطہ سڑکوں پر جن مقامات پر متعلقہ مقامی پولیس نے ناکہ بندی کی ہے ان میں ہیڈ بلوکی، ہیڈ تریموں، ہیڈ سلیمانکی، دریا خان، شاہ پور سرگودھا، ٹیکسلا جناح بیراج اور اٹک پل شامل ہیں۔

(II) دیگر صوبہ جات خصوصاً صوبہ سرحد کی پولیس اس سلسلہ میں تعاون نہ کرتی ہے لہذا دیگر صوبہ جات کے عدم تعاون کی وجہ سے مسروقہ کاروں کی برآمدگی میں مشکل پیش آرہی ہے اس ضمن میں دیگر صوبوں کا تعاون بے حد ضروری ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ کاریں چوری ہو کر دوسرے صوبوں میں چلی جاتی ہیں تو جز (ج) کے جواب میں یہ فرمایا گیا ہے کہ چوری شدہ کاروں کو صوبے سے باہر جانے سے روکنے کے لئے دوسرے صوبوں کو جانے والی سڑکات پر ناکہ بندی کے مستقل انتظامات کئے گئے ہیں اور مختلف مقامات کی نشاندہی کی گئی ہے تو جب یہ ناکہ بندی کی گئی ہے تو اس کے باوجود کاریں کیسے چوری ہو کر دوسرے صوبوں میں چلی جاتی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر داخلہ!

وزیر داخلہ: جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ محترم معزز رکن نے یہ کہا ہے کہ جب دوسرے صوبے کے بارڈرز پر ناکہ لگا ہوتا ہے تو یہ گاڑیاں کیسے چلی جاتی ہیں تو اس سلسلے میں حکومت کو یہ شکایت تھی اور بارہا یہ مسئلہ Inter Provincial Coordination Committee میں بھی اٹھایا گیا ہے اور اب آکر اس سلسلے میں صوبوں سے تجاویز مانگی گئی ہیں کہ ہماری صوبائی سرحدوں پر دونوں صوبوں کے اشتراک سے Inter Provincial Check Posts قائم کی جائیں تو ہماری یہ کوشش ہے اور یہ خیال بھی ہے کہ Inter Provincial Check Posts بننے سے اس سلسلے میں کمی واقع ہو گی اور انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ اس سلسلے میں جلد ہی کوئی مثبت فیصلہ کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ شاہ صاحب! اس پر سوچ بچار ہو رہا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! ایک دفعہ میری اپنی کار چوری ہوئی اور میں وہاں پیسے دے کر کار لے کر آیا اور ناکے کی یہ کیفیت تھی کہ جب میں نے انہیں کہا کہ آگے ناکہ ہے اور آپ نے ناکہ پار کر کے مجھے کار دینی ہے تو وہ ناکے پر جب پہنچے تو انہوں نے ہاتھ سے کوئی خاص قسم کا اشارہ کیا۔ وہ ساری کاریں جو ادھر سے آ رہی تھیں انہیں روک کر پوچھ رہے تھے اور اس کار کو وہ خود ساتھ جا کر پنجاب کے بارڈر کے اندر چھوڑ کر آئے جس کے میں پیسے دے کر وہاں سے ان سے کار لے کر آیا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اس کا سد باب کرنے کے لئے سوچ بچار ہو رہی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ سوچ بچار کب تک ہوتی رہے گی، کب اس کا کوئی فیصلہ کریں گے؟ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پہلی بات یہ ہے کہ لاہور میں روزانہ تین سے چار گاڑیاں اور پانچ چھ موٹر سائیکلیں average چوری ہو رہی ہیں کیا tribal area پاکستان کا حصہ نہیں ہے، کیا اپنے ملک کے حصے میں سے گاڑی لانے کے لئے پیسے دینے پڑتے ہیں؟

دوسری بات یہ ہے کہ اس جواب کے part-II میں لکھا ہے کہ "لہذا دیگر صوبہ جات کے عدم تعاون کی وجہ سے"، جناب! Provincial Harmony یہی ہے کہ آپ کے پاس Inter Provincial Coordination Committee ہوتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ صوبوں کی آپس میں اتنی بھی ہم آہنگی نہیں ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ help کر سکیں؟

تیسری بات یہ ہے کہ ہمارے محترم بھائی راجہ بشارت صاحب کی بھی گاڑی چوری ہوئی تھی۔ کیا 197 کاروں میں ان کی گاڑی شامل ہے جو برآمد ہو گئی ہیں کیونکہ وہ ہمارے لئے ایک test case تھا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر داخلہ!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! معزز رکن کے سوال پر انھوں نے پہلے دوسرے صوبوں

کے عدم تعاون کی بات کی ہے۔ اسی سلسلے میں، میں نے پہلے ایک گزارش کی ہے کہ یہ معاملہ Inter Provincial Coordination Committee میں اٹھایا گیا تھا۔ جب ہم دوسرے صوبے سے تعاون چاہتے ہیں تو وہ حکومتی سطح پر ہی ہو سکتا ہے اور کسی ایسے فورم پر ہی بات کی جا سکتی ہے کہ جہاں پر دونوں صوبوں کے حکام مل بیٹھیں۔ میں نے جیسے پہلے گزارش کی ہے کہ یہ معاملہ زیر غور ہے اس سلسلے میں جلد کوئی مثبت بات سامنے آئے گی۔ جہاں تک میری اپنی گاڑی کا تعلق ہے تو جو برآمد شدہ کاریں ہیں ان میں اس کا نمبر شامل نہیں ہے۔ وہ ابھی تک برآمد نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، حاجی اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ابھی راجہ صاحب نے فرمایا کہ ان کی اپنی گاڑی ابھی تک برآمد نہیں ہوئی۔ انھوں نے جو ratio بتائی ہے کہ 2002 میں اتنی گاڑیاں چوری ہوئیں اور اتنی برآمد ہوئی ہیں تو جو بقایا گاڑیاں ہیں جس طرح راجہ صاحب کی گاڑی بھی برآمد نہیں ہوئی ان کے مالکوں کا کیا قصور ہے، ان کی گاڑیاں کیوں برآمد نہیں کی جاتیں، اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں معزز رکن سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس میں میرا کیا قصور ہے، میری کار کیوں برآمد نہیں ہوئی؟

حاجی محمد اعجاز: آپ تو گورنمنٹ ہیں اسی لئے میں آپ سے پوچھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ کوشش کر رہے ہیں۔ جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جو 197 کاریں اور 333 موٹر سائیکلیں برآمد ہوئی ہیں اس پر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ برآمد شدہ گاڑیاں ان کے مالکان کو دے دی گئی ہیں، اس پر یقینی طور پر بتائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک مسلسل عمل ہے جس طرح گاڑیاں ملتی ہیں اسی طرح مالکان کو لوٹائی جاتی ہیں۔ ابھی حال ہی میں دو تین دن پہلے کی بات ہے کہ اخبارات میں آیا تھا کہ مالکان کو گاڑیوں کی چابیاں دی گئی ہیں۔ یہ ایک مسلسل عمل ہے۔

جناب سپیکر: جناب سماں صاحب!

جناب اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! جز (ج) میں یہ جواب دیا گیا ہے کہ درج ذیل مقامات پر ناکہ بندی کی گئی ہے۔ اس میں بڑی دلچسپ بات یہ ہے کہ جس طرح ضلع رحیم یار خان میں کوٹ سبزل، تھانہ ماچھکا جو دس میل سندھ سے گزر کر پھر دوبارہ پنجاب میں شروع ہوتا ہے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ کچے کا راستہ بنگلہ منٹھار کے پیچھے سے چولستان کے نیچے سے جاتا ہے۔ یہ جو Inter Provincial کہہ رہے ہیں کہ ہم ناکہ بندی کرتے ہیں اس کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ گجرات جس طرح ہیڈ مرالہ سے جلالپور جٹاں کی طرف سے ہو کر ایک تھانہ ٹانڈا ہے، ایک ٹکرالی ہے جس طرح اسی ایوان کے ممبران ہیں اور ایک حکومت کے مشیر ہیں۔ وہ جب آزاد کشمیر میں داخل ہو رہے تھے تو وہاں پر پولیس مقابلے میں ایک پولیس والا مارا بھی گیا۔ وہ پرچہ درج ہوا اور ہمارے معزز ممبر کا بھی پرچہ درج ہوا لیکن وہ گاڑیاں جو آزاد کشمیر میں ہمارے علاقے سے جاتی ہیں ان کا اس ناکے میں کوئی ذکر نہیں کیا گیا اسی طرح حضرو کی طرف سے تربیلا ڈیم کی طرف جائیں تو اس کا ذکر نہیں کیا گیا چکوال میں ایک شاہ محمدی ہے جو کوہاٹ میں ونہار کے پیچھے سے جاتے ہیں میائے ڈرنال کے درمیان کا ذکر نہیں کیا گیا، یہ سارا ادھورا سا جواب ہے جس میں محکمے نے کوئی خاص کام نہیں کیا۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! یہ اچھی تجاویز ہیں۔ جی، جناب سمیع اللہ خان!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں جو ratio شعبہ انوسٹی گیشن کے حوالے سے آئی ہے کہ اتنی برآمدگی ہوئی ہے۔ لاہور میں شعبہ انوسٹی گیشن کی کارکردگی یہ ہے کہ کاروں کی برآمدگی 30 فیصد ہے اور موٹر سائیکلوں کی 25 فیصد کے قریب ہے۔ میرا ضمنی سوال ہے کہ اگر کوئی اضافی ڈیوٹی آجائے تو آپریشن مختلف جگہوں پر ڈیوٹی ادا کرتے ہیں، کیا شعبہ انوسٹی گیشن کوئی دوسری ڈیوٹی ادا کر سکتا ہے اگر حکومت کو کہیں پر ضرورت پڑ جائے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کی تھوڑی سی تصحیح کرنا چاہوں گا کہ کاروں کی برآمدگی کے سلسلے میں جواب میں بھی لکھا گیا ہے کہ Anti Car Lifting Squad تفتیش کرتا ہے، برآمدگیاں کرتا ہے اس سے انوسٹی گیشن کے عملے کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! ایک چھوٹی سی تجویز ہے جو ان کے محکمے کے لئے اچھی ہے۔ آج کل کاروں میں ایک ٹریکنگ سسٹم آیا ہے جس کے ذریعے سے کاروں کا پتا چل جاتا ہے کہ اگر کوئی چور لے بھی گیا ہے تو وہ کہاں پر پہنچی ہوئی ہے۔ کیا حکومت کے زیر غور اس طرح کی کوئی تجویز ہے کہ اس کو سبسڈائز کر کے مناسب قیمت پر تمام کاروں میں وہ لگ جائے تو اس سے چوری کی وارداتیں بہت کم ہو جائیں گی؟

جناب سپیکر: وزیر صاحب نے سن لیا ہے۔ اگلا سوال بھی سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 572

پولیس ملازمین کے لئے میس کی سہولت

*572: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا پولیس ملازمین جو 24 گھنٹے ڈیوٹی دیتے ہیں ان کے لئے افواج پاکستان کی طرح کھانے کے میس بنانے کی کوئی تجویز زیر غور ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

(ب) کیا حوالات میں بند ملزمان کو کھانا پہنچانے کے لئے بھی حکومت کی طرف سے خوراک کا شیڈول موجود ہے، اگر موجود ہے تو کیا، اس میں کوئی ترمیم کر کے اس شیڈول کو بہتر بنایا جا سکتا ہے، حوالات میں بند ملزمان کو کھانا فراہم کرنے کی ذمہ داری تھانہ میں کس کے سپرد ہوتی ہے؟

وزیر داخلہ:

(الف) یہ درست ہے کہ پولیس ملازمین 24 گھنٹے ڈیوٹی دیتے ہیں۔ پولیس ملازمین کے لئے صرف ڈسٹرکٹ پولیس لائنز میں ہی میس کی سہولت موجود ہے باقی جگہوں پر تعینات ملازمین اس سہولت سے محروم ہیں۔ افواج پاکستان کی طرح تمام پولیس ملازمین کو میس کی سہولت مہیا کی جانی انتہائی ضروری ہے تا کہ انہیں مناسب، اچھی، متوازن اور حفظان صحت کے اصولوں پر تیار کردہ خوراک سرکاری طور پر آسان اور باقاعدگی سے فوج کی طرح بروقت اور ڈیوٹی والی جگہ پر فراہم کی جا سکے تا کہ وہ اپنے فرائض منصبی زیادہ خوش اسلوبی سے ادا کر سکیں اور انفرادی طور پر ہوٹلوں اور دکانوں سے غیر معیاری اور مہنگے داموں کھانے خود

تلاش کر کے کھانے سے نجات پا سکیں۔

پولیس ملازمین کو درج ذیل حساب سے ماہانہ راشن الاؤنس دیا جاتا ہے۔

ہیڈ کانسٹیبل / کانسٹیبل 681 روپے

سب انسپکٹر / اے ایس آئی 390 روپے

ماتحتان اعلیٰ وادنیٰ ایلیٹ فورس 1000 روپے

(ب) خوراک ملزمان مطابق پولیس رولز فقرہ نمبر 27-26 افسران مہتمم تھانہ جات ایسے ملزمان کی خوراک کا انتظام کریں گے جنہیں پولیس نے گرفتار کیا ہو وہ خود اپنی خوراک کا بندوبست نہ کریں۔ ہر ایک شخص کی خوراک کا خرچ صوبائی گورنمنٹ کے وقتاً فوقتاً مقرر کردہ پیمانہ سے تجاوز نہ ہو گا۔ پولیس تاریخ کی گرفتاری کی خوراک اور اس کے بعد اس تاریخ تک بشمول یوم حوالگی کی خوراک کا انتظام کرے گی۔ جب ملزم مجسٹریٹی حوالات میں رکھا جائے گا۔ زیر تجویز قیدیوں کو جن کی بطور اعلیٰ رتبہ قسم بندی کی گئی ہے (اے) اور (بی) کلاس کے قیدیوں کے لئے مجوزہ معیار کی خوراک دی جائے گی ان زیر تجویز قیدیوں کو جن کو بطور معمولی قسم بندی کی گئی ہے اسی معیار کی خوراک دی جائے گی۔ جو "سی" کلاس کے سزا یافتہ قیدیوں کے لئے تجویز کی گئی ہے۔ ہر دو کلاس کے زیر تجویز قیدیوں کو اجازت ہو گی کہ وہ پولیس افسروں کی وساطت سے پرائیویٹ طور پر خرید کر کے خوراک مذکورہ اضافہ کریں۔ اے، بی اور سی کلاس کے سزا یافتہ قیدیوں کو جیل میں خوراک کا انتظام ضمیمہ نمبر (ا) 27-26 میں کیا گیا ہے۔

ضمیمہ (ا) 27-26 اے، بی اور اعلیٰ درجہ کے ان زیر تجویز قیدیوں کے لئے مقررہ مقدار خوراک جو مشرقی طرز معاشرت کے عادی ہو چکے ہوں۔

نام اشیاء	مقدار
روٹی	8 چھٹانک
مکھن	1/2 چھٹانک
مٹن (بھیڑ کا گوشت)	4 چھٹانک
آلو	3 چھٹانک

پیاز	2چھٹانک
ملے جلے مصالحہ جات	1/3چھٹانک
کھانڈ	2چھٹانک
کوکو	1/8چھٹانک
گھی	1/2چھٹانک
چائے	1/8چھٹانک
دودھ	3چھٹانک
چاول	2چھٹانک
دلیا	2چھٹانک
چوب	2سیر
جیل خانہ کے بالے سے	4چھٹانک
تازہ سبزی	4چھٹانک

مندرجہ بالا تین وقتوں میں جاری کی جائے گی اے،بی اور اعلیٰ درجہ کے ان زیر تجویز قیدیوں کے لئے معیار خوراک جو مشرقی طرز کی معاشرت کے عادی ہوں۔

نام اشیاء	مقدار
آٹا	10چھٹانک
گھی	ڈیڑھ چھٹانک
نمک	1چھٹانک
کھانڈ	4چھٹانک
سبزی	4چھٹانک
دودھ برائے چائے	2چھٹانک
دال	سوا چھٹانک
آلو	2چھٹانک
مصالحہ جات	1/4 چھٹانک

چائے	1/8 چھٹانک
دودھ	6چھٹانک یادہی4چھٹانک
چوب سوختنی	2سیر

گوشت خوروں کے لئے:۔

مذکورہ بالا خوراک جاری کی جائے گی سوائے ہفتہ کے پانچ دنوں کے جن میں 6چھٹانک دودھ کے عوض4 چھٹانک گوشت یا 4 چھٹانک مچھلی یا4انڈے جن کی قیمت تقریباً 2آنے ہوگی جاری کئے جائیں گے۔

نوٹ: یہ خوراک ہر ایک دن میں وقتوں کے لئے ہوگی۔

سی کلاس اور معمولی زیر تجویز قیدیوں کے لئے۔

نام اشیاء	مقدار
ہفتہ میں دو بار	
دال ارواں	سواچھٹانک روزانہ
دال مسور عام	سواچھٹانک روزانہ
ہفتہ میں ایک بار	
دال رواں سرخ	سواچھٹانک روزانہ
دال چنا	سواچھٹانک روزانہ
سبزی	2چھٹانک
لکڑی	6چھٹانک
گندم	8چھٹانک
بھنانے کے لئے چنے	1چھٹانک
نمک	1/4چھٹانک
مصالحہ جات	1/8چھٹانک
سرسوں کا توریا کا تیل	1/4چھٹانک
گڑ	

مطابق پولیس رولز 1934 باب نمبر 26 فقرہ 27 تھانہ کی حوالات میں بند ملزمان کو کھانا فراہم کرنے کی ذمہ داری متعلقہ S.H.O کی ہے جس کے اخراجات کی ادائیگی صوبائی حکومت کرتی ہے۔

عملی طور پر صورتحال یہ ہے کہ ملزمان کی خوراک کے اخراجات حکومت کے خزانہ سے حاصل کرنا نہ صرف بہت پیچیدہ ہے بلکہ ان کی شرح غیر مناسب ہے جس سے بڑھتی ہوئی مہنگائی میں ملزمان کو کھانا فراہم نہ کیا جا سکتا ہے اس لئے ملزمان کو کھانا ان کے ورثاء ہی فراہم کرتے ہیں جن ملزمان کے ورثاء ایسا نہ کر سکتے ہوں یا جن ملزمان کے ورثاء نہ ہوں ان کے کھانے کے اخراجات متعلقہ تفتیشی آفیسر یا محرر تھانہ گرہ خود سے ادا کرتا ہے۔اس قباحت کو ختم کرنے کے لئے سرکاری خزانہ سے ملزمان کی خوراک کے اخراجات کی ادائیگی کے طریق کار کو نہ صرف آسان بنایا جانا ضروری ہے بلکہ اخراجات کی شرح بھی مناسب حد تک بڑھائی جانی چاہئے تاکہ ملزمان کو دوران حراست بہتر خوراک فراہم کی جا سکے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! بہت تفصیلی جواب دیا گیا ہے۔ میں ضمنی سوال پوچھنے سے پہلے ایک بات پوچھنا چاہوں گا کہ صفحہ نمبر 4 پر گوشت خوروں کے لئے بتایا گیا ہے کہ جو حوالاتی ہیں ان کو چار چھٹانک گوشت یا چار چھٹانک مچھلی یا چار انڈے جن کی قیمت تقریباً دو آنے ہو گی جاری کئے جائیں گے۔ یہ دو آنے کے چار انڈے کس جگہ سے ملتے ہیں اور کہاں سے ملتے ہیں اور یہ آنے کہاں سے ملتے ہیں، اس کی تفصیل مجھ کو ذرا فراہم کریں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ ہمارے جو پولیس رولز ہیں، یہ اسی کا extract جو یہاں پر دیا گیا ہے اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ ابھی کل کی بات ہے کہ میں اسلام آباد جس میٹنگ میں گیا ہوا تھا وہاں پر وزیراعظم پاکستان نے تمام صوبوں کو اس بات کی ہدایت کی ہے جن میں صوبہ پنجاب بھی شامل ہے کہ ہمارے جو پرانے رولز ہیں ان کو update کریں۔ یہ ہمارے پرانے رولز ہیں یا جیل مینوئل ہے۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا تھا کہ اب ہم یہ Diet Rules تبدیل کر چکے ہیں۔ وزیر جیل خانہ جات میری اس بات سے اتفاق کریں گے کہ موجودہ گورنمنٹ نے

برسراقتدار آنے کے بعد Diet Rules کو تبدیل کیا ہے اور اس میں بہتری لائی گئی ہے اور خوراک کے سکیل کو تبدیل کیا گیا ہے۔ بہر حال میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پرانے رولز ہیں اس سے extract لیا گیا ہے اور ان رولز کو update کرنے کی ضرورت ہے جس کے لئے اقدامات کئے جارہے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی current issue اسمبلی میں پیش ہوتا ہے تو حکومت اس مسئلے پر یقین دہانی کرادیتی ہے کہ ہم یہ تیار کررہے ہیں، اس پر بات کررہے ہیں، اس پر بات ہو چکی ہے، اس پر ہمیں ہدایات آچکی ہیں اور یہ ہو جاتا ہے۔ جب یہ issue ختم ہو جاتا ہے تو اس کے بعد حکومت بھی سو جاتی ہے اور جو سوال بھیجنے والے ہوتے ہیں یا جواب لینے والے ہوتے ہیں وہ بھی سو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ پرانا جیل مینوئل چلا آرہا ہے کب تک جیل مینوئل کو amend کریں گے ؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! پہلے تو میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جو میں نے extract بتایا ہے یہ پولیس رولز سے متعلقہ ہے جیل مینوئل سے متعلقہ نہیں ہے۔ جیل مینوئل کو update کرنے کے متعلق جیل ریفارم کمیٹی بنی تھی۔ اس نے اپنی سفارشات دی تھیں اور اسی کے مطابق جس طرح میں نے پہلے کہا ہے کہ Diet Rules کو تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے اسی طرح پولیس رولز کو update کرنے کی ضرورت ہے اس سلسلے میں خاصا کام پولیس آرڈر کے آنے سے ہو چکا ہے لیکن اس میں جو خامیاں باقی رہتی ہیں یا ان کو update کرنے کی ضرورت ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف ایک محکمے کی نہیں ہے بلکہ پورے پنجاب کے تمام محکموں کی صورتحال یہ ہے کہ ان کے رولز کو update کرنے کی ضرورت ہے۔ میرے محترم بھائی اس بات سے اتفاق کریں گے کہ سارے قوانین کا اطلاق 1835 اور 1865 سے سلسلہ چلا آرہا ہے ان سب کو update کرنے کی ضرورت ہے۔ میں نے جس طرح پہلے معزز ایوان کو بتایا ہے کہ کل جو میٹنگ ہوئی اس میں یہ فیصلہ ہوا کہ سارے صوبے اپنے rules and laws کو update کریں تو اس سلسلے میں رات ہی ہماری

میٹنگ ہوئی تھی۔ میں on the record یہ بات اس معزز ایوان کے نوٹس میں لارہا ہوں کہ ہم ایک علیحٰدہ سیل بنارہے ہیں اس سیل کو ہم ذمہ داری دے رہے ہیں کہ وہ پورے پنجاب کے جتنے محکمہ جات ہیں ان کے rules and laws کو update کریں اس کے لئے ہم ایک علیحٰدہ سیل قائم کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ان کا سوال تھا کہ کب تک یہ سارا process مکمل ہو جائے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! چونکہ چیف منسٹر صاحب آج ہی واپس تشریف لائے ہیں۔ میری کوشش یہ ہوگی کہ آئندہ تین ماہ کے اندر اندر یہ cell قائم ہو جائے اور اپنا کام کرنا شروع کر دے لیکن گزارش یہ ہے کہ اس کے لئے باقاعدہ ہم ایک علیحٰدہ legal expert hire کر رہے ہیں کیونکہ وہ تمام محکموں کے ساتھ coordinate کر کے یہ کام کرے گا مگر گزارش ہے کہ یہ تین مہینے میں کام مکمل نہیں ہوگا، تین ماہ میں شروع ضرور ہو جائے گا لیکن مکمل ہونے کے لئے اس پر ٹائم درکار ہوگا۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سعید اکبر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میں یہاں ایک بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں تھوڑا سا معاملہ confuse کیا جا رہا ہے۔ جو بگو صاحب نے سوال کیا ہے کہ جو جیل مینوئل ہے اس کو تبدیل کب تک کیا جائے گا؟ یہ بات پولیس کے حوالات میں جو لوگ ہوتے ہیں ان کی ہو رہی ہے۔ جیل کا مینوئل تو چیف منسٹر کی ہدایت پر تبدیل ہوا ہے اور اس پر کروڑوں روپے خرچ ہوئے ہیں اور وہ ہو چکا ہے اور اس پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔ اس پر کمیٹی بنی تھی، اس نے recommendations دیں اور ایک دو ہفتوں میں فائنل ہوئیں اور اس وقت جیلوں میں تمام recommendations پر بجٹ بھی sanction ہو گیا اور اس کی approval بھی ہو گئی اور اس پر عملدرآمد بھی ہو گیا۔ میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں یہ confusion پیدا ہو رہا تھا جیل میں جو changes یا reforms تھیں وہ مکمل ہو چکی ہیں اور اس پر عملدرآمد ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں بڑی معذرت کے ساتھ اپنے دونوں بھائیوں سے کہوں گا کہ

بڑے میاں سو بڑے میاں، چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ وزیر قانون فرما رہے تھے کہ ہم اس پر کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ کے متعلق بتا رہے تھے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! انہوں نے Jail Manual کا بھی کہا۔۔۔

وزیر قانون: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پہلے میں وضاحت کر لوں پھر وہ جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! بگو صاحب کو خود بات کی سمجھ نہیں آئی اور بلا جواز یہ کہہ دینا کہ چھوٹے میاں چھوٹے میاں، بڑے میاں سبحان اللہ۔ پہلے آپ خود بات کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ آپ نے Diet Rules کی بات کی جس کا جواب سعید اکبر نوانی صاحب نے دے دیا۔ میں نے پولیس رولز کو amend کرنے کی بات کی ہے کہ ہم اس کے لئے کمیٹی بنا رہے ہیں آپ کو خود اپنی سمجھ میں بات نہیں آ رہی۔

MR. ARSHAD MEHMOOD BAGGU:I am on point of clarification.

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ ریکارڈ نکال لیں کہ جو بات چل رہی ہے وہ اس سوال کے متعلق چل رہی ہے کہ رولز کو amend ہونا چاہئے۔ میں نے اس میں Jail Manual کا بھی ذکر کر دیا۔ اب جنرل بات ہو رہی ہے اور وزیر قانون اس کا جنرل جواب دے رہے ہیں کہ یہ cell بن رہا ہے اور اس میں ہم یہ کر رہے ہیں اور یہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے Jail Manual کا نام لیا ہے، یہ ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں، اس میں ان کی آواز موجود ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہم Jail Manual میں پولیس رولز میں تبدیلی کر رہے ہیں، cell بنا رہے ہیں، میٹنگز ہوئی ہیں اور فلاں کر رہے ہیں۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ ماشاء اللہ وزیر قانون ہیں اور باخبر آدمی ہیں ان کو پتا ہونا چاہئے کہ Jail

Manual میں تبدیلی ہو چکی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ تو سعید اکبر نوانی صاحب نے بتادیا ہے، اس کا ریکارڈ موجود ہے وہ سن لیں۔

جناب ارشد محمود بگو: وہ تو نوانی صاحب نے اس کی وضاحت کی ہے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب تو پولیس رولز کی بات کر رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: معزز رکن پھر ایک بات کو confuse کر رہے ہیں۔ Jail Manual میں تبدیلی نہیں ہوئی ہے، Diet Rules میں تبدیلی ہوئی ہے، بات آپ کی سمجھ میں نہیں آتی تو ہم کیا کریں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! 2003 میں یہاں پر یہ discussion ہوئی تھی اور پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں بھی discuss ہوا تھا کہ ہمارے جو laws ہیں ان کو update کرنا چاہئے۔ یہاں پر آپ کے پاس 43 سٹینڈنگ کمیٹیاں ہیں اور ان کا کام یہی ہے کہ بزنس ان کو refer ہو اور وہ اس پر discuss کر کے اپنی رائے دیں۔ میری یہ رائے ہے کہ آپ cell ضرور بنائیں لیکن آپ کے پاس already committees exist کر رہی ہیں، آپ متعلقہ محکمہ کو کہیں کہ اس سٹینڈنگ کمیٹی کے ساتھ بیٹھ کر ان رولز کو update کرنے کے لئے بزنس کریں۔ ایک تو آپ کی کمیٹیاں operative ہو جائیں گی اور ان کو کام بھی مل جائے گا۔ کچھ ممبران کا بڑا اعتراض ہے کہ ہماری کمیٹی کا ابھی تک الیکشن ہی نہیں ہوا ہے، کوئی کہہ رہا ہے کہ ہمارا بزنس نہیں ہے۔ ہر محکمے نے اپنی اپنی قانون سازی لے کر آنی ہے اس میں آپ لاء ڈیپارٹمنٹ سے help لے سکتے ہیں۔ جیسے آپ دیکھیں کہ اس سوال میں ہیڈ کانسٹیبل کو 681 روپے مل رہے ہیں، سب انسپکٹر کو 390، سپاہی کو ایک ہزار روپے مل رہے ہیں یہ ایک مہینے کا diet الاؤنس ہے اس کو تو آپ amend نہیں کر رہے جیسے انہوں نے Diet Allowance کر لیا ہے اس کے لئے میری یہ تجویز ہے کہ آپ نے جو کمیٹیاں بنائی ہیں یہ معاملہ متعلقہ محکمہ کی کمیٹی کو refer کر دیا جائے اور ان کو تین چار یا پانچ ماہ کا ٹائم دے دیا جائے تاکہ وہ اپنی proposals لے کر آئیں اور رولز کو update کر لیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ یہ بہت اچھی proposal ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب میں یہ تسلیم کیا گیا ہے اور بہت وضاحت کے ساتھ تسلیم کیا گیا ہے، میں اس کا خیر مقدم کرتا ہوں کہ بہت اچھا جواب دیا ہے۔ انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ پولیس ملازمین کے لئے فوجی میس کی طرح انتظام ہونا چاہئے تاکہ وہاں سے انہیں کھانا ملے اور وہ وہاں پر اپنی ڈیوٹی بہتر انداز سے دے سکیں۔ اس بات کو درست تسلیم کیا گیا ہے کہ اس طرح ہونا چاہئے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کب تک کرنے کا امکان ہے؟ اسی طرح یہ بھی کہا گیا کہ بہت سارے ایسے حوالاتی ہوتے ہیں جن کے کوئی پیچھے نہیں ہوتے، نہ پولیس والے گھسنے دیتے ہیں اور نہ ہی ان کا والی وارث ہوتا ہے، کھانے کے لحاظ سے ان کے لئے بڑی مشکل ہوتی ہے۔ جواب میں یہ بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ عملی طور پر صورتحال یہ ہے کہ ملزمان کی خوراک کے اخراجات حکومت کے خزانہ سے حاصل کرنا نہ صرف بہت پیچیدہ ہے بلکہ ان کی شرح غیر مناسب ہے۔ اس کے حوالے سے بھی کوئی رہنمائی فرمائیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ کمیٹی کو refer کریں گے یا اس پر کوئی الگ سے غور و خوض کر کے اس کی اصلاح کی جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں معزز رکن سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو انہوں نے سوال میں تجاویز دی تھیں ہم نے ان کو اسی لئے appreciate کیا ہے اور اسی نظریے کے تحت appreciate کیا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم ان پر غور کریں گے اور ان کو adopt کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب محمد وقاص کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: سوال نمبر 1401۔ (معزز رکن نے جناب محمد وقاص کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1401 دریافت کیا)

چوکی نمبر 2 تھانہ واہ کینٹ کے انچارج کی شکایت

*1401: جناب محمد وقاص: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ واہ کینٹ چوکی نمبر 2 کا انچارج سب انسپکٹر فیصل منظور کافی عرصے سے علاقہ واہ کینٹ میں تعینات ہے اور کوئی اسے دوسری جگہ تبدیل نہیں کر سکتا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وہ علاقہ میں فحاشی کے اڈوں کی خصوصی نگہداشت کر رہا اور ایسی کئی خواتین سے اس کے ذاتی تعلقات ہیں؟

(ج) اگر درج بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ اہلکار کے خلاف قانونی / محکمانہ کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر داخلہ:

(الف) یہ درست ہے کہ فیصل منظور سب انسپکٹر کافی عرصہ سے علاقہ تھانہ واہ کینٹ تعینات ہے البتہ اچھا کردار رکھنے کی وجہ سے اسے تبدیل نہ کیا گیا ہے۔

(ب) ایس۔ آئی فیصل منظور صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے جس کے خلاف فحاشی کا اڈا چلانے کے بارے میں کسی قسم کی کوئی شکایت نہ ہے۔

(ج) کسی بھی قسم کی کوئی عوامی شکایت مذکورہ سب انسپکٹر کے خلاف نہ ہے۔ بدیں وجہ کافی عرصہ سے چوکی نمبر 4 پر تعینات ہے البتہ محکمانہ فرائض کی انجام دہی میں غفلت کی صورت میں قانون سے بالاتر نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس میں پوچھا یہ گیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ تھانہ واہ کینٹ چوکی نمبر 2 کا انچارج سب انسپکٹر فیصل منظور کافی عرصہ سے علاقہ واہ کینٹ میں تعینات ہے اور کوئی اسے دوسری جگہ تبدیل نہیں کر سکتا؟ اس کا انہوں نے جواب دیا ہے کہ یہ درست ہے کہ فیصل منظور سب انسپکٹر کافی عرصہ سے علاقہ تھانہ واہ کینٹ میں تعینات ہے البتہ اچھے کردار رکھنے کی وجہ سے اسے تبدیل نہ کیا گیا ہے۔ جز (ب) یہ ہے کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ وہ علاقہ میں فحاشی کے اڈوں کی

خصوصی نگہداشت کر رہا ہے اور ایسی کئی خواتین سے اس کے ذاتی تعلقات ہیں؟ اس کا انہوں نے جواب دیا ہے کہ سب انسپکٹر فیصل منظور صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے جس کے خلاف فحاشی کا اڈا چلانے کے بارے میں کسی قسم کی کوئی شکایت نہیں ہے۔ یہ ایک معزز فاضل ممبر نے یہ سوال پوچھا اور جب سوال ایک Public Representative جو ڈیڑھ لاکھ لوگوں کا نمائندہ ہے، جب وہ سوال پوچھے گا تو تحقیق پر مبنی ہوگا تو کیا یہ عوامی شکایت پر مشتمل نہیں ہوگا؟ میرا وزیر قانون سے یہ سوال ہے کہ یہ جو انہوں نے کہا ہے کہ اس کے خلاف کوئی شکایت نہیں ہے، فاضل ممبر کے اس سوال پر شکایت consider کرنے پر تیار ہیں؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! معزز رکن پھر یہ کہیں گے کہ انہیں پتا نہیں ہے۔ ایک سوال اسمبلی میں کیا جاتا ہے کہ فلاں شخص کے متعلق یہ سنا گیا ہے کہ وہ یہ کام کرتا ہے تو اس سوال کو شکایت کس طرح تسلیم کیا جائے؟

دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں ایم۔پی۔اے صاحبان کی credibility کے حوالے سے بات نہیں کرنا چاہتا۔ ہمارے لئے ہر لحاظ سے محترم اور قابل احترام ہیں اگر انہوں نے صرف یہ لکھ دیا ہے کہ اس کے خلاف یہ شکایت ہے یا اس کے متعلق یہ بات مشہور ہے تو اس کو شکایت تسلیم نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اسی سوال میں میرے معزز بھائی نے یہ کہا ہے کہ اس کو آج تک ٹرانسفر نہیں کیا گیا لیکن میرے پاس اس کی کوئی پندرہ پوسٹنگ کے قریب لسٹ موجود ہے جہاں وہ مختلف عرصوں میں اس دوران تعینات رہا ہے۔ تھوڑی سی misconception ہو سکتی ہے کہ کہیں غلط فہمی ہو جاتی ہے۔ اس لحاظ سے خدانخواستہ اس بات کو اس contest میں نہ لیا جائے کہ ایم۔پی۔اے صاحب نے غلط بیانی سے کام لیا ہے کیونکہ کہیں disinformation بھی ہو سکتی ہے۔ معزز رکن یہاں پر موجود ہیں اور اگر انہیں کوئی شکایت ہے تو وہ بتائیں جو بھی ان کی شکایت ہوگی اس کی تفتیش کی جائے گی اور اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد وقاص: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں محترم لاء منسٹر صاحب کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ گزشتہ فروری میں میرا سوال ایک شخص کے بارے میں آیا تھا کہ کیا وہ ہیروئن فروش ہے تو یہاں اس اسمبلی میں اس کا جواب آیا کہ نہیں وہ اچھے کردار کا مالک ہے۔ لطیفے کی بات یہ ہے کہ جس دن وہ سوال پیش ہوا تو اس دن وہ جیل کے اندر تھا اور 1200 کپی شراب کا اس پر کیس تھا اور پھر لاء منسٹر صاحب نے راولپنڈی ضلع کی پولیس کے اندر ایک تہلکہ مچا دیا تھا اور سخت ایکشن لے کر اس ڈی۔ایس۔پی کے خلاف چارج شیٹ کیا کہ تم نے غلط جواب کیوں دیا ہے۔ اس سوال کا جواب بھی اسی ڈی۔ایس۔پی حسن اختر نے دیا ہے تو میں انہیں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ وہ ڈی۔ایس۔پی پہلے بھی غلط جواب دے چکا ہے۔

جناب سپیکر! وہ عرصہ دس سال سے واہ کینٹ تھانے کے اندر گھوم رہا ہے یعنی میں یہ نہیں کہتا کہ تھانے کے اندر کبھی ایک چوکی پر لگا دیتے ہیں اور کبھی دوسری چوکی پر اور اس کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہ جہاں جاتا ہے وہ فحاشی کا اپنا سارا یونٹ دوسری چوکی میں لے جاتا ہے اور وہاں سے ٹرانسفر ہوتا ہے تو تیسری جگہ لے جاتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا اب ضمنی سوال کیا ہے؟

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے جو عرض کیا ہے اس پر میں قائم ہوں، بالکل ٹھیک ہے اور انہیں نیچے سے جواب غلط ملا ہے اور ایک دفعہ پہلے مل چکا ہے جس پر وہاں انہوں نے اس ڈی۔ایس۔پی کے خلاف سخت کارروائی بھی کی تھی، ذرا اب بھی یہ خیال کریں۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں معزز رکن کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اگر کسی نے غلط جواب دیا ہے تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ میرے پاس اس سوال کا جواب موجود ہے اور latest update میں جواب معزز رکن کی خدمت میں پیش کر دوں گا اور اگر اس میں کوئی غلط بات ثابت ہوئی جو معزز رکن point out کریں گے تو انشاء اللہ غلط جواب دینے والے کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! فرمائیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ اچھے کردار کی وجہ سے انہیں تبدیل نہیں کیا گیا اور وہ صوم وصلٰوۃ کے پابند ہیں۔ اگر ان کے خلاف کوئی شکایت نہیں ہے اور کوئی ایسی بات نہیں ہے تو پھر محکمہ کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ پتا کرے کہ یہ صوم وصلٰوۃ کا پابند ہے یا نہیں۔ پلیز اس کا مجھے جواب دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! منسٹر صاحب نے آپ کی بات سن لی ہے۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! جس طرح فاضل دوست نے یہ کہا ہے کہ جب کوئی ممبر یہاں پر سوال دیتا ہے یا کوئی دوسرا بزنس یہاں پر آتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم اس کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب نے ان کے جواب میں یہ فرمایا ہے کہ میرے پاس اس کی updates معلومات ہیں اور وہ میں فاضل ممبر کو دکھا دوں گا اور اگر ان کی کوئی grievance ہو گی تو میں اس کو redress کروں گا۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہاں پر جو سوال raise کیا گیا ہے تو اس حوالے سے لاء منسٹر صاحب کے پاس جو updates ہیں وہ پورے ایوان کے سامنے رکھیں تاکہ پتا چلے کہ ایک معزز ممبر نے جو سوال کیا ہے اور پھر انہوں نے ایک relevant بات بھی یہاں رکھی ہے کہ پہلے بھی حسن اختر ڈی۔ ایس۔ پی نے معزز ایوان کو mislead کیا تھا اور اب بھی اگر اس کی وہی روش ہے اور اب بھی وہ بندہ تھانہ واہ کینٹ میں تعینات ہے تو اس کو تبدیل کیوں نہیں کرتے اور اس کے خلاف ایکشن کیوں نہیں لیتے؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! معزز رکن نے خود تسلیم کیا ہے کہ جس آدمی نے غلط جواب دیا تھا اس کو سزا بھی ملی ہے اور اب بھی لاء منسٹر صاحب نے یقین دہانی کروائی ہے کہ اگر اب بھی انہوں نے غلط جواب دیا ہے تو انشاء اللہ ان کو سزا ملے گی۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! وزیر قانون کے پاس جو updates ہیں وہ ایوان کے سامنے رکھیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! جواب ایوان کے سامنے آیا ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں تفصیل میں جا کر معزز ایوان کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ معزز رکن نے کہا تھا کہ آج تک اسے وہاں سے تبدیل نہیں کیا گیا تو اس کے ٹرانسفر آرڈرز اور عرصہ تعیناتی جہاں جہاں اسے اس عرصہ کے دوران ٹرانسفر کیا گیا ہے وہ میرے پاس موجود ہے اور میں معزز ایوان کی میز پر رکھ رہا ہوں اور جس رکن کو دیکھنا ہو وہ دیکھ سکتا ہے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ روایت کے مطابق جس دن داخلہ کی بحث ہوتی ہے تو اس دن ہوم سیکرٹری صاحب تشریف لاتے ہیں۔ ماضی میں بھی بہت شور وغل رہا ہے لیکن چونکہ وہ ایک ریٹائرڈ فوجی افسر تھے اور انہیں یہاں لانا مشکل تھا لیکن اب تو لگتا ہے کہ ایک شریف آدمی اور سول سروس کے سیکرٹری داخلہ ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: صدیقی صاحب! وہ بھی شریف آدمی تھے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! اگر انہیں بلا لیا جائے اور وہ یہاں موجود ہوں گے تو میرا خیال ہے کہ وہ ہمارے معاملات کو زیادہ بہتر طریقے سے سنیں گے اور بہتری بھی آئے گی، اگر ان کی کوئی بہت ایمرجنسی نہیں ہے تو انہیں بلا لیا جائے تو ان کی موجودگی میں شاید ایوان کو زیادہ فائدہ ہو گا کیونکہ وہ نوٹس لیں گے اور ہدایات بھی بہتر طریقے سے جاری کر سکیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ، صدیقی صاحب!

محترمہ نشاط افزاء: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نشاط افزاء: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے راجہ بشارت صاحب سے گزارش کرنا چاہ رہی ہوں کہ آپ نے فرمایا کہ جس کا جواب دیا گیا ہے وہ بندہ عرصہ دس سال سے تعینات ہے تو اس وجہ سے ہے کہ وہ بڑے اچھے کردار کا حامل ہے تو میں آپ سے پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ یہ فرمائیں کہ کیا یہ criteria ہے کسی افسر کو دس دس سال ایک جگہ پر رکھنے کا کہ اگر اس کا کردار اچھا ہے تو اس کو دس سال تک ایک جگہ سے move نہ کیا جائے جبکہ قانون میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ کوئی افسر تین سال

سے زیادہ عرصہ ایک جگہ پر نہ رہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی کمزوری تو اس کے اندر ہے یا حکومت کے نمائندوں میں ہے کہ یہ جان بوجھ کر اس کو کسی فائدے یا مفاد کے لئے وہاں سے تبدیل نہیں کر رہے۔اس سوال کے جواب سے جائز بات یہی نظر آ رہی ہے It is not correct کہ وہ اچھے کردار کا حامل ہو تو اس کو دس بیس سال ایک ہی جگہ پر تعینات رکھیں،اس کی وجہ کیا ہے؟

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! میرے سوال کا بھی جواب دیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! منسٹر صاحب نے آپ کی بات سن لی ہے۔جی،لاء منسٹر صاحب !

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔جناب سپیکر! جب میں نے جواب دیا ہے تو محترمہ توجہ نہیں فرما رہی تھیں اور میں نے یہ کہا ہے کہ وہ دس سال سے وہاں تعینات نہیں ہے بلکہ دس سال میں اس کو بار ہا وہاں سے ٹرانسفر کیا گیا ہے اور اس کی تفصیل میں ایوان کی میز پر رکھ رہا ہوں آپ ملاحظہ فرما لیں۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! اس میں لکھا ہوا ہے کہ یہ درست ہے کہ فیصل منظور سب انسپکٹر کافی عرصہ سے تھانہ واہ کینٹ میں تعینات ہے۔آگے اس میں ایک اور جگہ بھی لکھا گیا ہے یعنی یہ تو مانا گیا ہے کہ وہ کافی عرصہ سے وہاں پر تعینات ہے۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! کافی عرصہ سے مراد دس سال نہیں ہوتا لیکن میں اس کی مکمل تفصیل پڑھ دیتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے ٹائم ضائع ہو گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اگر یہ وقت ضائع کروانا چاہتے ہیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔1997 سے اس کی postings and transfers کا میرے پاس ریکارڈ موجود ہے۔ 1997-01-06 کو اس کو فالکن سکواڈ پولیس لائنز نمبر 1 میں پوسٹ کیا گیا،1997-5-1 کو Ex-Pakistan Leave وہ بندہ گیا،1997-7-31 کو واپس تھانہ واہ کینٹ میں آیا،1999-7-8 میں وہ تھانہ نیو ٹاؤن میں گیا،18.12.1999 کو تھانہ بنی میں پوسٹ ہوا،22.3.2000 میں اپر کلاس کورس کے لئے سہالہ گیا اس کے بعد 21.9.2000 کو پولیس لائنز نمبر 1 میں اسے پوسٹ

کیا گیا، 2.10.2000 کو انچارج چوکی تھانہ واہ اسے لگایا گیا، 19.6.2002 کو پھر وہ پولیس لائنز میں آیا، 11.3.2003 کو پھر سہالہ ٹریننگ کے لئے اسے بھیجا گیا، 4.5.2004 کو پولیس پٹرولنگ پوسٹ ہائی وے پٹرولنگ میں اسے بھیجا گیا، 17.3.2005 کو پھر وہ واپس واہ آیا اور 19.4.2005 کو فاروق آباد پولیس کانسٹیبلری میں اسے بھیجا گیا اور اب وہ 29.6.2005 سے واہ میں موجود ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر 1998 جناب ارشد محمود بگو کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: سوال نمبر 1998 ہے جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

بچت اور سہولت کے لئے جیلوں کے ساتھ عدالتی کورٹس کا قیام

*1998: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جیلوں کے ساتھ عدالتی کورٹس نہ ہونے کی وجہ سے قیدیوں اور حوالاتیوں کو پیشی پر لے کر جانے آنے میں ہر سال حکومت کروڑوں روپے خرچ کرتی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جیلوں کے ساتھ عدالتی کورٹس بنانے سے اس سلسلہ میں حکومت کا کروڑوں روپیہ بچایا جا سکتا ہے؟

(ج) کیا حکومت جیلوں کے ساتھ عدالتی کورٹس بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک نیز اس سلسلہ میں حکومت کو کتنے اخراجات برداشت کرنا پڑیں گے اور اس سلسلہ میں کتنی رقم کی بچت ہو گی؟

وزیر داخلہ:

(الف) یہ درست ہے کہ جیلوں کے ساتھ عدالتی کورٹس نہ ہونے کی وجہ سے قیدیوں، حوالاتیوں اور ملزمان کو جیل سے عدالت تک لانے اور لے جانے پر نہ صرف کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں بلکہ آج کل کے دور میں جدید ہتھیاروں کے سبب ملزمان کو ان کے جیل سے باہر ساتھی ملزمان / مجرمان اور دہشت گرد پولیس کی حراست سے چھڑا لے جانے کی وارداتیں کرتے ہیں۔ نتیجتاً پولیس مقابلے ہوتے ہیں جن میں پولیس ملازمین اور ملزمان کی ہلاکت واقع ہوتی ہے۔ یہ صرف عدالتوں کا جیل کے نزدیک نہ ہونے کی وجہ سے ہوتا

ہے۔ عدالتی کورٹس کا جیلوں کے قریب ہونے سے نہ صرف گورنمنٹ کے کروڑوں روپے بچ سکتے ہیں بلکہ دیگر مسائل اور حادثات سے بھی بچا جاسکتا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ عدالتی کورٹس کا جیلوں کے ساتھ ہونے کی وجہ سے گورنمنٹ کا کروڑوں روپے کا خرچہ جو ملزمان، حوالاتیوں اور قیدیوں کو جیل سے عدالت اور عدالت سے جیل لے آنے اور لے جانے پر لگتا ہے، بچ سکتا ہے۔

(ج) متعلقہ حکومت پنجاب ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ کیا درست ہے کہ جیلوں کے ساتھ عدالتی کورٹس نہ ہونے کی وجہ سے قیدیوں اور حوالاتیوں کو پیشی پر لے جانے، آنے میں حکومت کو ہر سال کروڑوں روپے خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اس کے تفصیلی جواب میں یہ دیا ہے کہ ہاں بالکل نہ صرف ہمارے کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں بلکہ حادثات بھی ہوتے ہیں جن کی وجہ سے ملزمان بھاگ جاتے ہیں۔ اب اگر کوئی اچھی تجویز آتی ہے اور حکومت اس کو appreciate بھی کرتی ہے اور ہاں میں جواب بھی دیتی ہے تو چاہئے تو یہ کہ اس proposal کو حکومت یہ کہہ دے کہ یہ بڑی اچھی proposal ہے اور اس پر عملدرآمد کرنے کے لئے ہم سوچ رہے ہیں یا ہم کر دیں گے۔

جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ پچھلے دو سالوں میں ملاحظہ فرمالیں کہ جتنے حادثات ہوئے ہیں راستے میں کوئی نہ کوئی گڑ بڑ ہوتی ہے اور وہاں پر بیچارے پولیس والے مارے جاتے ہیں یا کوئی اور شہری لوگ مارے جاتے ہیں اور وہ بھاگ جاتے ہیں میرا سوال یہ تھا کہ جیلوں کے ساتھ بے شمار جگہ اور زمین ہے اور کورٹ تو نئی بنی ہیں اور سیالکوٹ میں تمام پرانی کورٹس گرا کر نئی بنا رہے ہیں تو کیا یہ بہتر نہیں تھا کہ کچھ کورٹس جیل premises میں بنا دیتے تاکہ اخراجات اور دیگر مشکلات سے ان کا چھٹکارا ہو جاتا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت میری اس تجویز پر کوئی غور و خوض کرنے کے لئے تیار ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! غور و خوض کرنے کے لئے ضرور تیار ہیں لیکن عملدرآمد کے لئے وسائل درکار ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک دم سے پورے پنجاب میں یہ فیصلہ کر دینا کہ جیلوں کے ساتھ کورٹس قائم کر دی جائیں گی یہ ناممکن سی بات ہے۔ یہ ایک اچھی تجویز ہے اور جیسے ہی

وسائل میسر ہوں گے یا حالات نے ہمیں اجازت دی تو انشاء اللہ تعالیٰ اس پر غور کیا جائے گا۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نوانی صاحب!

وزیر جیل خانہ جات: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیلوں کی بات ہوئی ہے تو بگو صاحب نے جو تجویز دی تھی تو جب میں نے take over کیا تو اس کے بعد سے ہم پوری کوشش کر رہے ہیں اور جو بھی نئی جیل بنا رہے ہیں بلکہ ایک دو جگہ پر میں نے خود sides change کروائی ہیں اسی بنیاد پر کہ کورٹس اور پولیس لائنز کا فاصلہ جیل سے زیادہ نہ ہو کیونکہ جب بھی کوئی incident ہوتا ہے تو وہاں ہمیشہ لائنز سے سکیورٹی آتی ہے اور اگر جیل پولیس لائنز اور کورٹس کے قریب ہو تو یہ مسئلہ نہ ہو۔ انگریز کے زمانے میں جتنی بھی جیلیں تھیں وہ کورٹس اور پولیس لائنز کے درمیان تھیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت جگہ دستیاب تھی اور اس کے بعد جس طرح پاپولیشن بڑھی تو جگہ کم ہوتی گئی اور اب ہم اس لحاظ سے پوری طرح کوشش کر رہے ہیں کہ جو بھی نئی جیلیں بنیں وہ اسی طرح کے ماحول میں ہوں کہ جہاں کورٹس اور پولیس لائنز نزدیک ہو اور قیدیوں کو لانے اور لے جانے میں بھی کم وقت خرچ ہو اور distance کم ہو اور سکیورٹی بھی ان کے ساتھ ہو۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب محمد وقاص کا ہے۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 2006 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جیل میں پیدا ہونے والے اور خواتین کے ہمراہ قید بچوں کے مسائل

*2006: جناب محمد وقاص: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا پنجاب بھر کی جیلوں میں ایسی خواتین ہیں جن کے ہاں دوران قید بچے کی ولادت ہوئی؟

(ب) ایسی قیدی خواتین جن کے ساتھ شیر خوار بچے بھی قید ہیں؟

(ج) ایسے بچوں کو کہاں رکھا جاتا ہے؟

(د) ان بچوں کی صحت اور دیگر ضروریات کا کیا بندوبست ہے؟

(ہ) کیا ایسے بچوں کی ماؤں کی سزا میں تخفیف کا کوئی قانون ہے؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) جی ہاں! پچیس ایسی خواتین جن کے ہاں دوران قید بچے کی ولادت ہوئی ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ایسی 115 خواتین جن کے ساتھ شیر خوار بچے ہیں ان کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ایسے شیر خوار بچے اپنی ماؤں کے ساتھ مقیم رہتے ہیں مزید برآں ان کو دوسری خواتین سے علیحدہ رکھا جاتا ہے۔

(د) ان بچوں کی صحت اور دیگر ضروریات کا بندوبست بمطابق جیل مینوئل کیا جاتا ہے جس کی تفصیل ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) حکومت پاکستان ایسی خواتین جن کے ساتھ شیر خوار بچے ہوتے ہیں سزا میں تخفیف کرتی رہتی ہے صدر پاکستان نے 2003 میں ایک سال کی معافی دی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ اس میں پہلی بات تو یہ ہے کہ تسلیم کیا گیا ہے کہ 25 ایسی خواتین ہیں کہ جن کے ہاں دوران قید بچے پیدا ہوئے اور 115 ایسی خواتین ہیں جن کے ساتھ شیر خوار بچے بھی قید ہیں تو سب سے پہلے تو میں اس کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ دوران قید پیدا ہونے والے 25 بچوں کا کیا قصور تھا اور 115 شیر خوار بچوں کا کیا قصور ہے اس لئے ہمیں اس پر غور کرنا چاہئے کہ ایسی خواتین جو بہت بڑے جرائم مثلاً قتل یا حدود کیس میں نہ ہوں تو ان کے اگر بچے ہوں تو ان کی سزا معاف کی جائے۔

جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ شیر خوار بچوں والی خواتین یا جن کے ہاں ولادت ہوتی ہے تو انہیں جیل کے اندر کیا اضافی سہولیات دی جاتی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیلوں میں تمام شیر خوار بچوں اور ان کی ماؤں کو اضافی خوراک دی جاتی ہے۔ ایسے بچوں کو عرصہ ایک سال کی عمر میں 467 گرام دودھ روزانہ اور 29

گرام چینی دی جاتی ہے اور جب وہ ایک یا ڈیڑھ سال کے ہو جاتے ہیں تو پھر انہیں ہفتے میں تین بار 117 گرام تازہ موسمی پھل بھی دیا جاتا ہے۔ اسی طرح ان کی ماؤں کو بھی جب وہ pregnant یا delivery کے دوران ہوں تو انہیں دودھ اور چینی دینے کے ساتھ ساتھ اضافی خوراک بھی دی جاتی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف کے علم میں ایک چیز لانا چاہتا ہوں جو کہ ان کے محکمہ کے لئے بڑی اہم ہے۔ اس وقت تقریباً 55 ہزار لوگ پنجاب کی 30 بڑی جیلوں میں قید ہیں اور under trial ہیں۔ آپ کی ٹوٹل capacity is 17000 which means 311 percent زیادہ آپ کے پاس ہیں اور ان میں سے 6733 are condemned prisoners اور اگر ان condemned prisoners کے بارے میں law دیکھیں تو 332 Rule میں ہے کہ Every condemned prisoner shall be confined in a cell apart from all other prisoners. آپ دیکھیں کہ 6733 لوگوں کو ایک death cell میں گیارہ گیارہ، بارہ بارہ رکھے جاتے ہیں which is against the Prison Rules

جناب سپیکر! میرا دوسرا سوال وزیر قانون سے متعلقہ ہے۔ اس میں واضح طور پر انہوں نے لکھا ہے کہ Legal circles point out that slow adjudication process in the country is the major factor for the prisoners. آپ کہتے ہیں کہ ہمیں نفرت جرم سے ہے، انسان سے نہیں ہے۔ آپ دیکھیں کہ اگر ان حالات میں جیل میں رہنے والے لوگوں کو ٹی بی، ملیریا، traumatic diseases اور یہ سب چیزیں ہو رہی ہیں This is becasue of overcrowding جیسے آپ نے ان بچوں کا بتا دیا ہے تو وہاں پر جتنے قیدی ہیں ان میں سے تقریباً پچاس فیصد کا راشن باہر سے جاتا ہے اور اس میں سے بھی 25 فیصد جیل کا عملہ consume کر دیتا ہے اور آپ کی جیلوں میں ملاقات کے پیسے ہیں، بیرک میں جانے کے بھی پیسے ہیں، فیکٹری میں کام کرنے اور نہ کرنے کے پیسے ہیں۔ یہ بتائیں کہ میں نے جو چیزیں بتائی ہیں کیا یہ

درست ہیں اور ان کے لئے یہ کیا اقدامات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے بھائی رانا آفتاب صاحب نے جو کہا ہے اس سوال کے متعلق اس کا واسطہ نہیں ہے جو کہ under discussion ہے لیکن میں ان کی information کے لئے جو وہ فرما رہے ہیں تو انہوں نے بالکل صحیح فرمایا کہ ہمارے پاس ساڑھے 17 ہزار آدمیوں کی capacity ہے اور ہمارے پاس عموماً جو شام کو lock up ہوتا ہے وہ پچھلے تین، چار یا پانچ سالوں سے 52 ہزار، 54 ہزار، 55 ہزار اور کبھی 51 ہزار یعنی above 50 thousand ہے۔ جب یہ حکومت برسر اقتدار آئی تو جہاں وزیر اعلیٰ نے دوسرے محکموں میں ریفارمز کیں تو پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا کہ جیل ریفارمز کے لئے کمیٹی بنی اور اس کمیٹی نے جو بھی سفارشات دیں انہیں من و عن تسلیم کر کے اقدامات کئے گئے۔ سب سے پہلے diet کو دیکھا گیا جو کہ 1800 something کے وقت کا ایک پروگرام چل رہا تھا جس کے لئے ایک کمیٹی بنی اور اس نے اپنی سفارشات دیں تو پورے ہفتے کا menu change کر دیا گیا اور اس کے لئے سالانہ تقریباً ساڑھے پندرہ کروڑ روپے کا اضافہ کیا گیا جو کہ اس حکومت کا ایک اقدام ہے۔ ہیلتھ سیکٹر کو change کیا گیا اور میڈیسن کے بجٹ میں تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپے اضافہ کیا گیا اور تقریباً 16 جیلوں میں ایمبولینسوں کا بندوبست کیا گیا جس میں سے کچھ آچکی ہیں اور کچھ آ رہی ہیں، لیب کا بندوبست کیا گیا اور وہاں پر الٹرا ساؤنڈ کا بندوبست کیا گیا، آپریشن تھیٹر کا بندوبست کیا گیا اور یہ اقدامات health side پر ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! over population کا رانا آفتاب صاحب نے ذکر کیا جو کہ نہایت اہم point ہے جو انہوں نے اٹھایا ہے تو اس کے لئے ہم نے اس وقت تقریباً 8 جیلوں پر کام شروع کیا ہوا ہے۔ دو جیلیں وہاڑی اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مکمل ہو چکی ہیں اور عید کے بعد ہم take over کر رہے ہیں اور تقریباً 20 یا 25 جیلوں میں اضافی بیرکس اور اضافی ڈیتھ سیل 32،32 اور دو دو، تین تین بیرکس کہیں پر مکمل ہو چکی ہیں اور کہیں ہو رہی ہیں۔ ہم نے انہی چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ تمام اقدامات کئے ہیں کہ لوگوں کو بہت تکلیف ہے۔ ہمارے Prison Rules کی بھی violation ہو رہی تھی اس وجہ سے کہ وہاں پر accommodation کم ہے، capacity کم ہے اور پاپولیشن زیادہ ہے۔ آپ خود بھی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ three times ہمارے پاس قیدی زیادہ

ہیں جس کے لئے ہم پورے اقدامات کر رہے ہیں اور اس پر عملدرآمد بھی ہو رہا ہے یہ نہیں ہے کہ ہم کریں گے۔ diet پر پچھلے سال سے عملدرآمد ہو رہا ہے، ہیلتھ پر ہو رہا ہے، سکیورٹی کے لئے ہم نے بہت سے اقدامات کئے ہیں۔

جناب سپیکر! میرے بھائی نے جس طرح کہا کہ کرپشن ہے تو میں on the floor of the House اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کیونکہ یہ ہمارے معاشرے کی برائی ہے۔ اگر میں یہاں on the floor of the House یہ کہوں کہ کرپشن نہیں ہے تو شاید یہ بات کوئی بھی تسلیم کرنے والی نہیں ہے۔ میرا اپنا بھی ضمیر یہ تسلیم کرتا ہے کہ یہ بات نہیں ہے لیکن جب سے ہم نے چارج لیا ہے میں یقین سے کہتا ہوں کہ ہم نے اتنی محنت کی ہے اور ہم اتنی کوشش کر رہے ہیں کہ اس کرپشن کو جتنا بھی minimize کیا جا سکے ہم کریں۔ میں اس ایوان کی information کے لئے کہ انشاء اللہ جس طرح ہم جیل ریفارم کے اقدامات کر رہے ہیں ہم ایک سال کے اندر اندر جو بھی Prison Rules کے تحت population ہے اسی تعداد پر ہم لے آئیں گے اور اس میں، میں یہ بات وثوق سے کہتا ہوں کہ اب جیلوں کی حالت diet کے حساب سے، health care کے حساب سے بہت بہتر ہے اور میں رانا صاحب کو بھی دعوت دیتا ہوں کہ وہ جیل جا کر visit کریں اور اس کے بعد اپنے comments دیں۔ میں نے ان کو یہ نہیں کہا کہ جن کو جیل بھیجا جاتا ہے ان کو دعوت نہیں دی جاتی، ان کو دوسرے طریقے سے لے لیا جاتا ہے۔ میں اس بات کی دعوت دے رہا ہوں کہ جس طرح کے وہاں حالات ہیں ہم نے ان کو بہتر کرنے کی کوشش کی ہے اور آئندہ مزید بہتر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی۔ شکریہ۔ محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ!

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سمیع اللہ خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جس طرح انہوں نے کم از کم پچھلے ایک سال کی کارکردگی رکھی ہے اور انہوں نے آخر میں فرمایا کہ جو میں دعوت دوں گا اگر اصل جیل کے حالات دیکھنے ہیں تو وہ دعوت کے ساتھ نہیں چونکہ میں بھی آج سے تقریباً سال ڈیڑھ سال پہلے کوٹ لکھپت جیل کا visit کر چکا ہوں اس visit کرنے میں اور آپ گرفتار ہو کر جائیں اس میں بہت فرق

ہے۔ یہ ایوان اور آپ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ پورے پنجاب کے عوام سمجھ گئے ہیں کہ جب ہم منسٹر صاحب کی دعوت پر کسی جیل کا visit کریں گے اس وقت کی حالت کوئی اور ہو گی اور اگر کوئی بندہ جیسے پنجاب کی جیلوں میں ہزاروں قیدی ہیں اس حالات میں فرق ہوتا ہے۔ اس ملک میں، میں کہوں گا کہ فنڈز بڑھانے کا مطلب ہے کہ کھانے میں یعنی کہتے ہیں کہ یہ ایک ایسا کیک ہے جس کا جتنا سائز بڑھائیں گے وہ جیل کے حوالدار سے لے کر سپر نٹنڈنٹ اور جاتے جاتے آئی۔ جی جیل خانہ جات اور شاید منسٹر کا نام بھی آ جائے کہ اگر جیل پر پہلے بجٹ دس کروڑ روپے تھا تو فنڈ کی leakage پانچ کروڑ کرپشن کی صورت میں ہوتی تھی اور اگر دس سے بڑھ کر پچاس کروڑ ہو گیا تو اس کا مطلب ہے کہ جو سپر نٹنڈنٹ پہلے ایک ماہ کا پانچ لاکھ کماتا تھا وہ اب دس لاکھ کمائے گا اور اسی ratio سے اس کا حصہ آگے بڑھتا جائے گا میں جیل میں گیا ہوں پہلے یہ تھا کہ پانی اسی طرح سے تھا پہلے اس میں دال ہوتی تھی اب اس میں چکن کے چار پیس تھے یہ فرق تھا باقی عام انسان جو اپنے گھر کھانا کھاتا ہے وہ کھانا اس طرح کا نہیں تھا تو میں ان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جب تک آپ کرپشن کو کنٹرول نہیں کریں گے جو کہ انہوں نے اپنی گفتگو میں مان لیا ہے، جب تک آپ کرپشن کو کنٹرول نہیں کریں گے، فنڈز کا مطلب ہے کہ ایک ایسا کیک بڑا کرتے جا رہے ہیں جو حوالدار سے لے کر آئی۔ جی اور منسٹر تک اس کا حصہ بڑھتا ہے۔

جناب سپیکر: وہ تو منسٹر صاحب نے بتایا ہے کہ اس کو minimize کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، سو فیصد تو ختم نہیں ہوتی۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! I am on personal explanation

جناب سپیکر: جی، نوانی صاحب!

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! ایک تو میں ہمیشہ surprise visit کرتا ہوں اور میں نے اس وزٹ میں یہ دیکھا ہے کہ وہاں کا کھانا بہتر ہے پھر جب میں بیرکس میں جاتا ہوں تو وہاں میں کوئی آدمی بھی ساتھ نہیں لے جاتا، میں اکیلا جاتا ہوں اور ان سے میں یہ پوچھتا ہوں کہ پہلے سے اور اب میں کتنا فرق ہے تو تمام prisoners یہ admit کرتے ہیں کہ اب کھانا جس طرح ملتا ہے اسی طرح کھا لیتے ہیں ان کو تڑکا لگانا یا جو پہلے رواج تھا وہ نہیں ہے۔

دوسری بات کرپشن کی کی گئی کہ نیچے سے لے کر اوپر تک، جناب! ایک بات تو میں

on the floor of the House کہتا ہوں کہ جب میں کبھی ان منسٹری میں تھا جہاں بڑے بڑے سکینڈل تھے رانا آفتاب صاحب اور میں اکٹھے تھے تو اس وقت بھی رانا آفتاب صاحب اور میرا کبھی کسی سکینڈل میں نام نہیں آیا اور کرپشن میں کبھی بھی کوئی نام نہیں آیا اور آج بھی میں چیلنج کرتا ہوں کہ جو حکومت اس وقت ہے میں تو یہ بھی کہنے کے لئے تیار ہوں کہ پوری کیبنٹ کو ہم پیش کرنے کے لئے تیار ہیں کہ کسی منسٹر کے خلاف بھی کوئی سکینڈل نہیں ہے اور کوئی کرپشن کا چارج نہیں ہے۔

آوازیں: آپ صرف اپنی بات کریں۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میں اپنی ذات کی بات کرتا ہوں کہ جس دن سے میں نے حلف لیا ہے آج تک، میں حلف دینے کے لئے تیار ہوں کہ میں ڈیپارٹمنٹ کے ایک پیسے کا روادار نہیں ہوں اور میں یہ چیلنج کرتا ہوں یہ میں اس لئے نہیں کر رہا ہوں کہ میں اپنی مشہوری چاہتا ہوں میرا ذہن اور ضمیر اس بات کو نہیں مانتا اور میں اپنے ذہن اور ضمیر کو مطمئن کرنے کے لئے یہ بات کر رہا ہوں کہ میں نے کبھی کوئی کرپشن نہیں کی، ہم نہ اس کرپشن میں involve ہیں۔ ہم کرپشن کو کم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ہم اس کو کرتے رہیں گے اور میں آج on the floor of the House چیلنج کرتا ہوں اور دعویٰ کرتا ہوں کہ اس محکمے میں اب کرپشن بہت کم ہے اگر ہے تو کوئی چوری ہے، ڈکیتی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ!

محترمہ فرزانہ راجہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! جناب محمد وقاص صاحب نے جو سوال کیا تھا جیل میں پیدا ہونے والے بچے اور خواتین کے جو مسائل ہیں اس سلسلے میں، میں نے پہلے بھی تحریک التوائے کار اور قرارداد کی شکل میں اس issue کو highlight کیا اور منسٹر صاحب نے یقین دھانی بھی کرائی تھی۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جی، میں سوال کرنے لگی ہوں۔ انہوں نے یقین دہانی کرائی تھی کہ وہ انشاء اللہ ان بچوں کی بہتر تعلیم اور صحت کی سہولتوں کے لئے کام کریں گے۔ ابھی انہوں نے جواب جز (ج) میں کہا کہ ایسے شیر خوار بچے اپنی ماؤں کے ساتھ مقیم رہتے ہیں مزید برآں ان کو دوسری خواتین سے علیحدہ رکھا جاتا ہے۔ میں نے متعدد جیل visit کئے ہیں جن میں ظاہر ہے بچے ماؤں کے ساتھ

ہوتے ہیں لیکن میں نے یہ نہیں دیکھا کہ بیرکس میں ان کو الگ کہیں رکھا گیا ہو۔ اگر وزیر صاحب یہ فرما دیں کہ ان بچوں کو کہاں الگ رکھا جاتا ہے؟ میرا تو ایک سوال یہ ہے اور دوسرا ابھی صحت کے حوالے سے وزیر موصوف نے فرمایا کہ قیدیوں کا بھی خیال رکھا جاتا ہے اور تمام جیلوں میں بہت سہولتیں دی جارہی ہیں۔ یقیناً جس طرح آپ نے اپنے لئے کہا کہ آپ کرپشن سے دور ہیں اور آپ اس طرح کی چیزوں میں involve نہیں ہیں ہم اس چیز کو تسلیم کرتے ہیں اور خوش آئند بات ہے لیکن میں اس وقت ان کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ میانوالی جیل میں پچھلے تین مہینے سے ڈاکٹر موجود نہیں ہے، دو ہزار سے زائد قیدی ہیں اور ہسپتال بھرا ہوا ہے اور اس ہسپتال میں صرف ایک پیرا میڈیکل سٹاف یا جس کو ڈسپنسر کہتے ہیں وہ ہے اور بہت سارے قیدی مریض مہلک بیماریوں میں مبتلا ہیں اس کے علاوہ چھ مریض ایسے ہیں جن کی ذہنی طور پر حالت خراب ہے اور ان کو اپنا پتا تک نہیں وہ یا تو اپنے کپڑے پھاڑ دیتے ہیں یا پھر دوسروں کے کپڑے پھاڑ دیتے ہیں وہاں پر یہ پوزیشن ہے لیکن وہاں ڈاکٹر موجود نہیں ہے اور بارہا یہ گزارش آئی۔ جی جیل خانہ جات کو بھجوائی جا چکی ہے اور یہ ابھی تک پوری نہیں ہوئی۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ میانوالی جیل کے دو ہزار سے زائد قیدیوں کو جو سزائیں مل رہی ہیں وہ صرف اور صرف ایک شخص جو کہ سیاسی قیدی ہے اور میرا شوہر ہے اس کی وجہ سے مل رہی ہیں۔ خدارا!! اگر میرے شوہر کو مارنا چاہتے ہیں تو مار دیں لیکن براہ مہربانی ان قیدیوں کا خیال رکھیں جو دو ہزار لوگ وہاں پر موجود ہیں۔ میں آپ سے یہ گزارش کرتی ہوں اور حکومت پنجاب کو متعدد بار یہ گزارش کی جا چکی ہے اور لیکن ابھی تک اس پر کوئی عمل نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات: محترمہ نے جو سوال کیا ہے وہ شاید اس میں confuse کر رہی ہیں کہ یہ جو شیر خوار بچے ہوتے ہیں یہ تو ماؤں کے ساتھ رہتے ہیں، شاید یہ ان بچوں کی بات کر رہی ہیں جو کسی جرم میں آتے ہیں ان کے لئے تو بیرکس بھی علیحدہ ہوتے ہیں وہ اس میں رہتے ہیں ان کو پڑھانے اور تعلیم دینے کے لئے ہمارے پاس تمام جیلوں میں بندوبست ہے ان کا ہر طرح سے خیال رکھا جاتا ہے۔ یہ جو شیر خوار بچے ہیں یہ تو ماؤں سے علیحدہ رکھے ہی نہیں جا سکتے وہ اپنی ماؤں کے ساتھ ہی رہتے ہیں اور کوئی ماں ایسی نہیں ہے جو اپنے اس عمر کے بچے کو اپنے سے علیحدہ رکھے تو یہ confusion میں دور کرنا چاہتا ہوں۔ محترمہ نے جس طرح میانوالی جیل کی بات کی ہے اس میں ڈاکٹر resign کر گیا ہے اور اس

کے لئے جو ہسپتال ہے ہم ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میانوالی سے روزانہ on call ڈاکٹر بلاتے ہیں وہ روزانہ ان مریضوں کو وزٹ کرتے ہیں اور اس میں جو بھی کوئی سپیشل قسم کا کوئی کیس ہو اس پر بھی ہم سپیشلسٹ کو request کرتے ہیں وہ بھی جیل میں visit کرتے ہیں اور جس قسم کا بھی جو مریض ہو ہم اس کا چیک اپ کراتے ہیں اور ہمارا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال سے کوآرڈینیشن رہتا ہے وہاں سے ڈاکٹر بلائے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2318 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پولیس سٹیشن ڈسکہ سٹی میں درج ایف۔آئی۔آر نمبر 303/2002 کی تفصیلات

*2318: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مقدمہ نمبر 303/2002 بجرم 392 تھانہ سٹی ڈسکہ میں کب اور کن افراد نے کس کس جرم کے تحت کن افراد کے خلاف درج کروایا؟

(ب) اس مقدمہ میں کتنا مال چوری ہوا، کتنے اور کون کون مجرم گرفتار ہوئے ان کے نام، ولدیت، پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا اس مقدمہ میں جو سامان چوری ہوا اس کی برآمدگی ہوئی تو اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا اس مقدمہ میں برآمد شدہ سامان مالکان کو واپس بھی کر دیا گیا ہے اگر ہاں تو مالکان کی طرف سے وصول کردہ سامان کی رسید فراہم کی جائے؟

وزیر داخلہ:

(الف) مقدمہ نمبر 303/202 بجرم 392 تھانہ سٹی ڈسکہ میں مدعی وقاص محمود کے بیان پر درج رجسٹر ہوا۔ مقدمہ کے واقعات کے مطابق مدعی وقاص محمود ولد شوکت محمود قوم شیخ ساکن مجاہد روڈ سیالکوٹ مورخہ 16-8-2002 وقت 3:30 بجے صبح مع دیگران اپنی کار نمبری S.T.F/22 پر لاہور سے سیالکوٹ کی طرف جا رہا تھا جب وہ چونگی نمبر 8 ڈسکہ روڈ

پر پہنچا تو ایک کار نمبری681/L.X.Wکرولا پر سوار چار کس نامعلوم مسلح ملزمان نے اس کی کار کو روکا اور اسلحہ کے زور پر مدعی کی کار، دو عدد موبائل فون اور خواتین سے زیورات اور نقدی چھین کر فرار ہو گئے۔ دوران تفتیش وقوعہ ہذا میں چار کس ملزمان (1)عباس ولد محمد صادق قوم جٹ سندھو ساکن چک نظام گوجرانوالہ،(2)محمد افضل عرف زکی عرف کمانڈو ولد محمد اسلم قوم جٹ کھرل ساکن چک نمبر125/W.B تھانہ صدر وہاڑی، (3)ارشاد گرنیڈ ولد محمد صادق قوم جٹ سندھو ساکن چک نظام گوجرانوالہ اور(4)شمشاد عرف شکر اولد محمد نواز قوم جٹ وڑائچ ساکن چک نمبر56/G.Rہارون آباد ضلع بہاولنگر وقوعہ ہذا میں ملوث پائے گئے، مقدمہ میں دو کس ملزمان عباس اور محمد افضل گرفتار ہوئے۔ دوران تفتیش انہوں نے بیان کیا کہ ان کو دو،دو ہزار روپے ملے تھے جو وہ خرچ کر چکے ہیں۔ دوران تفتیش انہوں نے ایک بیگ بھی برآمد کروایا ہے انہوں نے مزید بتایا کہ ایک انگوٹھی ملزم ارشاد کے پاس ہے جس کی گرفتاری بقایا ہے جو مقدمہ نمبری159/2001 مورخہ 15-12-2001 جرم34/353/392/302ت پ نہ تھانہ سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ میں گرفتار ہو کر ڈسٹرکٹ جیل گوجرانوالہ میں بند ہے۔ اس مقدمہ کی عدالت انسداد دہشت گردی گوجرانوالہ میں سماعت ہو رہی ہے۔ مقدمہ ہذا میں ملزم کو گرفتار کرنے کے لئے تحرک کیا گیا ہے۔ مدعی کی کار نمبری22/S.T.F، موبائل فون ہائے اور زیورات شمشاد احمد ملزم کے پاس ہیں جو مقدمہ ہذا و دیگر مقدمات میں اشتہاری ہے۔ دوران تفتیش یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ملزمان نے کار کا نمبر فرضی لگایا ہوا تھا۔

(ب) مدعی کے بیان کے مطابق ملزمان نے مدعی کی کار نمبری22/S.T.Fاور دو موبائل فون اور خواتین سے زیورات، نقدی مالیتی دو لاکھ روپے اسلحہ کے زور پر چھینے۔ مقدمہ ہذا میں دو کس ملزمان (1)عباس ولد محمد صادق قوم جٹ سندھو ساکن چک نظام گوجرانوالہ (2)محمد افضل عرف زکی عرف کمانڈو ولد محمد اسلم قوم جٹ کھرل ساکن چک نمبر125 W.B تھانہ صدر وہاڑی گرفتار ہوئے ہیں۔

(ج) دوران تفتیش ماسوائے ایک بیگ کے کوئی چیز برآمد نہ ہوئی ہے۔ بیگ مال خانہ تھانہ میں

موجود ہے۔

(د) برآمد شدہ بیگ مال خانہ تھانہ میں موجود ہے جو مدعی نے ابھی تک سپرد داری پر حاصل نہ کیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ ڈکیتی 2002 میں ہوئی تھی۔ ڈسکہ کے قریب سیالکوٹ کی ایک فیملی جا رہی تھی ڈاکوؤں نے اسے لوٹ لیا۔ عورتوں کے زیورات اتار لئے، گاڑی چھین لی اور بدتمیزی کی اس کے بعد پولیس نے ان ملزمان کو گرفتار کر لیا۔ میں نے یہ سوال کیا تھا کہ "کیا جو ملزم گرفتار ہوئے تھے ان سے کوئی چیزیں برآمد ہوئی تھیں؟" انھوں نے کہا ہے کہ "صرف ایک خالی بیگ برآمد ہوا ہے۔"

جناب سپیکر! جتنے ڈکیتی کے پرچے ہوتے ہیں پولیس کی ان میں روش یہ ہوتی ہے کہ اگر چار ملزم ہیں ان میں سے تین پکڑے گئے ہیں اور ایک پکڑا نہیں گیا اور اس میں ایک کروڑ روپے کی ڈکیتی ہوئی ہے تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ وہ تین کروڑ روپیہ جو بھاگ گیا ہے اس کے پاس ہے اور جو تین پکڑے ہیں ان سے کچھ برآمد نہیں ہوا، یہ ان کی روش ہے۔ اس سلسلے میں، اس میں بھی انھوں نے یہ کیا ہے کہ دو ملزم پکڑے گئے ہیں اور ان سے صرف خالی بیگ برآمد ہوا ہے، نہ زیورات برآمد ہوئے ہیں، نہ کسی سے کوئی پیسا برآمد ہوا ہے اور نہ ہی گاڑی برآمد ہوئی ہے۔ اب میں نے یہ سوال جو کیا تھا یہ 2003 میں کیا تھا۔ انھوں نے جواب دیا ہے کہ "صرف خالی بیگ برآمد ہوا ہے۔" اب میں راجہ صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ جب یہ سوال وہاں پر گیا، اس پر تھوڑا سا ان پر پریشر پڑا تو وہ گاڑی بھی برآمد ہو گئی لیکن اس میں انھوں نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ اب ان سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن لوگوں نے ان کو اس سوال کا پورا جواب نہیں دیا کیا یہ ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جواب غلط نہیں دیا گیا بلکہ sequence جو تاریخوں کی بنتی ہیں ان کے مطابق صحیح دیا گیا ہے۔ یہ سوال 14-6-2002 کو کیا گیا تھا۔ ہمیں 17-5-2003 کو ملا اور اس کا جواب ہم نے 30-5-2003 کو دیا ہے لیکن اس وقت اس

کی موجودہ صورتحال یہ ہے کہ جس طرح محترم ارشد بگو صاحب فرما رہے ہیں کہ گاڑی بھی برآمد ہو چکی ہے، رقم بھی برآمد ہوئی ہے۔ یہ 2003-8-11 کو برآمد ہوئی ہے اور اس کا اضافی جواب میں نے بریفنگ کے دوران دیا تھا، اضافی مواد میرے پاس موجود ہے اور میں نے موجودہ صورتحال سے آپ کو آگاہ کرنا تھا۔

جناب سپیکر! اس میں بحوالہ رپٹ نمبر 15 مورخہ 2003-8-11 کو یہ جو سامان کی برآمدگی ہوئی ہے یہ مدعی کو دے دیا گیا ہے اور انھوں نے وصول کر لیا ہے۔ ملزم گرفتار ہو چکا ہے اور چالان عدالت میں پیش کیا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں اس میں جو point out کرنا چاہتا تھا وہ یہ تھا کہ جس طرح میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ جتنی ڈکیتیاں ہوئی ہیں، سیالکوٹ میں اسی طرح تین اغواء کے کیس ہوئے وہ پکڑ کر لے گئے اور ان سے ایک کروڑ روپیہ برآمد ہوا جو recovery ہوئی اس میں پولیس نے یہ لکھ دیا کہ جو recovery ہے وہ اس لئے نہیں ہو سکی کہ جو تین ملزمان ہیں وہ پکڑے گئے ہیں، جو چوتھا ملزم ہے وہ بھاگ گیا ہے اور recovery اس کے پاس ہے۔ کیا حکومت اس سلسلے میں کوئی اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ کیونکہ لوگوں کے پیسے بھی جاتے ہیں، لوگوں کا مال بھی جاتا ہے اور کسی کو ایک ٹکا بھی نہیں ملتا۔ میرا آپ سے ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت اس میں لوگوں کو جن کی ڈکیتی ہوتی ہے ان کو مال دلانے کے لئے، ان کو ان کی recovery دلانے کے لئے کوئی بہتری لانے کی کوشش کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جیسا کہ اسی جواب میں پہلے یہ کہا گیا تھا کہ دو ملزم گرفتار ہو چکے ہیں۔ ایک بھاگ گیا ہے اور recovery اس کے پاس ہے اور بعد میں اس کو بھی گرفتار کر لیا گیا لیکن میں معزز رکن کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ جہاں تک recovery کا معاملہ ہے اس کو تھوڑا سا اب ہم پھر مانیٹر کرتے ہیں کہ جو recovery ہوتی ہے اس کو اصل مالکان تک پہنچایا جائے۔ اس کو ہم مانیٹر کر رہے ہیں بہر حال میرے بھائی criminal کے بہت اچھے وکیل ہیں، میں ان سے رہنمائی چاہوں گا کہ کسی دن میں ان کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا، سیالکوٹ کے حوالے سے بالخصوص اور

بالعموم جو تجاویز recovery کے پراسیس کو مزید بہتر بنانے کے لئے وہ دیں گے ہم اس پر عمل کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ راجہ صاحب کی نیت پر تو ہمیں شک نہیں ہے مگر میں یہ بات پورے ایوان اور خاص طور پر راجہ صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ جیسے ہمارے فاضل دوست نے کہا ہے کہ جب بھی کوئی ڈکیتی ہوتی ہے تو اس کے ملزم فوراً trace out نہیں ہوتے۔ ایک سال بعد ملزم trace out ہوتے ہیں اور پھر جب ایک سال کے بعد trace out ہوتے ہیں تو اس میں پولیس کی طرف سے یہ رپورٹ آتی ہے کہ جناب! ایک سال بعد یہ trace out ہوئے ہیں اس لئے یہ سارا پیسا کھا گئے ہیں اور مدعی کو کچھ نہیں ملتا۔ پھر recently جو ڈکیتیاں ہوئی ہیں ان کی کبھی برآمدگی نہیں ہوتی۔ پولیس دانستہ طور پر ایسا کرتی ہے کہ اس کی میعاد زیادہ گزر جائے تاکہ یہ excuse بن جائے کہ چوروں نے مال کھا لیا ہے اس لئے برآمدگی نہیں ہو سکی۔ میں منسٹر صاحب کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ یہ اس چیز کا بھی نوٹس لیں کہ جو ڈکیتیاں برآمد ہو رہی ہیں وہ وہی برآمد ہو رہی ہیں جو زائد المیعاد ہو جاتی ہیں، جن کا عرصہ دراز گزر جاتا ہے اس لئے اس چیز کو بھی آپ دیکھیں اور اس کا بھی کوئی سدباب کریں۔ شکریہ

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین رائے اعجاز احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، جواب کس نے دینا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: وہ ایک مثبت تجویز ہے، انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عمل کریں گے۔

جناب چیئرمین: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب چیئرمین! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی۔

ججوں کی طرح ایم۔این۔ایز اور ایم۔پی۔ایز کو بھی پیس آف جسٹس بنانے کا مطالبہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ایک بڑے ہی اہم مسئلے کی طرف میں آپ کی وساطت سے راجہ صاحب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں، کریمینل پروسیجر کورٹ میں سیکشن 22(a) میں پیس آف جسٹس کے عہدے سے متعلق discussion کی گئی ہے۔ صوبائی حکومت ہر سال یا from time to time ایک نوٹیفکیشن جاری کرتی ہے جس میں پیس آف جسٹس کا تعین کیا جاتا ہے۔ میری اطلاع کے مطابق آج سے دو تین سال پہلے جو ایم۔این۔ایز یا ایم۔پی۔ایز ہوتے تھے وہ پیس آف جسٹس ہوتے تھے لیکن پنجاب گورنمنٹ نے جو نوٹیفکیشن جاری کیا ہے اس میں ہائی کورٹ کے جج، سیشن جج اور ایڈیشنل جج ہیں۔ یہ ضرورت اس لئے پڑی ہے کہ پرسوں میرے پاس ایک عورت آئی اور اس نے مجھ سے کہا کہ میرے خاوند کی موت واقع ہو گئی ہے اور ساڑھے چار ہزار روپیہ بنک میں پڑا ہے، اب بنک نے یہ قانون بنایا ہے کہ پچاس ہزار سے کم جو روپیہ ہے اس کے لئے اگر کوئی affidavit دے، بانڈ دے اس کو اس علاقے کا کوئی ذمہ دار آدمی تصدیق کر دے کہ یہ درست کہہ رہی ہے اور پھر آخر میں پیس آف جسٹس اس کو recommend کرے تو پھر وہ ساڑھے چار ہزار روپیہ اس کو دیا جائے گا۔ وہ مجھے کہنے لگی کہ آپ چونکہ ایم۔پی۔اے ہیں، آپ اس کو تصدیق کر دیں۔ میں نے جب وہ نوٹیفکیشن دیکھا تو اس میں ایم۔پی۔اے اور ایم۔این۔اے کا ذکر نہیں تھا۔ میں راجہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ یہ ہمارا استحقاق ہے۔ ایم۔این۔ایز اور ایم۔پی۔ایز کا یہ استحقاق ہے کہ ان کو پیس آف جسٹس بنایا جائے۔ اگر صوبائی حکومت نے نوٹیفکیشن جاری نہیں کیا تو میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ درخواست کروں گا کہ یہ اس سلسلے میں غور کریں کیونکہ لوگ ہمارے پاس آتے ہیں، ہم سے لوگ ان چھوٹے چھوٹے مسائل پر بات کرتے ہیں۔ شکریہ

جناب چیئر مین: شکریہ۔ جی، راجہ صاحب! آپ اس میں کیا کہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس کو examine کروا لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: پہلے ایم۔پی۔ایز ہوتے تھے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: اس کو examine کروا لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ شکریہ

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

وقفہ سوالات کو موثر بنانے کے لئے وزراء اور اراکین اسمبلی کے تاثرات

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں ایک اہم مسئلے کے لئے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج وقفہ سوالات میں ایک گھنٹے کے اندر چھ سوالات پر ضمنی سوالات کئے گئے۔ یہ کافی عرصے سے پریکٹس چل رہی ہے۔ پہلے ادوار میں میرے ساتھ رانا ثناء اللہ خان اور رانا آفتاب احمد خان یہ بھی اس اسمبلی کے منتخب ممبران رہے ہیں، ایک سوال پر تین ضمنی سوالات مختص کر دیئے جاتے تھے۔ اب آپ یہ دیکھئے گا کہ ایک سوال جو کہ 2003-10-8 کا کیا ہوا ہے، اس کا نمبر 3072 ہے اور اس کی باری نہیں آئی۔ اب ایک سوال پر دس دس منٹ تک ضمنی سوالات کی بجائے تقاریر ہوتی ہیں، اپنا مافی الضمیر بیان کیا جاتا ہے، وہ کسی اور طریق کار سے بھی ہو سکتا ہے۔ عوام کا استحقاق ہوتا ہے وہ اسمبلی کے ممبران اپنے اختیارات کی وجہ سے یہاں سوالات کی شکل میں کرتے ہیں، میری ایک تجویز ہے کہ اگر اس کا طریق کار ایسا کر لیا جائے کہ سوال کا محرک ایک سوال پر دو ضمنی سوال کر لے اور بعد میں ایک یا دو جو بھی تعداد آپ مناسب سمجھیں وہ دوسرے کر لیں اور وہ ضمنی سوالات بھی ایسے ہونے چاہئیں کہ جس سے تجاویز بھی بہتر آ سکیں اور بہتری کی صورتحال پیدا ہو سکے۔ اب یہ 35 سوالات میں سے صرف چھ سوال ایک گھنٹے کے وقفہ میں لئے گئے ہیں باقی سارے dispose of ہو گئے ہیں۔ اس صورتحال کو اگر مناسب سمجھا جائے تو میری تجویز ہے کہ ہمارے ٹریژری بنچوں کی طرف سے بھی جو سوالات کئے جاتے ہیں ان سے بھی میری نہایت ادب سے آپ کے پاس گزارش ہے کہ کوئی طریق کار ایسا اختیار کر لیا جائے کہ جس سے یہاں پر جو printed سوالات آتے ہیں وہ تمام کے تمام take up ہو جایا کریں۔ اب صورتحال ایسی ہے کہ زیادہ سے زیادہ 10 سوالات آتے ہیں، آج 6 سوالات آئے ہیں۔ میری نظر

میں یہ لمحہ فکریہ ہے آپ اس بارے میں غور فرمائیے گا اگر ایوان کو میری تجویز سے اختلاف ہو تو میں اس کی بھی قدر کروں گا اور اگر آپ سب اس بات سے اتفاق کرتے ہیں تو پھر ہم سب مل کر کوئی ایسا طریق کار اپنالیں کہ تمام کے تمام سوالات highlight ہو سکیں۔ یہ عوام کے مسائل ہیں لہذا انھیں highlight ہونا چاہئے۔ وقفہ سوالات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہ اٹھائے جانے کا بار بار اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ تو بعد میں بھی کئے جا سکتے ہیں۔ وقفہ سوالات کو پورے طور پر عوام کے مسائل حل کرنے کے لئے استعمال کیا جائے تو میری یہ گزارش ہے کہ اس کو سنجیدگی سے لیا جائے اور وقفہ سوالات کو کارآمد وقفہ سوالات بنایا جائے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جب تک ساہی صاحب بیٹھے رہے ہیں چودھری صاحب کھڑے نہیں ہوئے جیسے ہی وہ چلے گئے ہیں یہ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ (قہقہے)

جناب چیئرمین: جی، ارشد محمود بگو صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ بعض سوالات public interest کے ہوتے ہیں جن کو thrash out کرنے کی ضرورت ہوتی ہے بعض سوالات ذاتی نوعیت کے ہوتے ہیں یہ سوال پر منحصر ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ امن وامان کے حوالے سے آج جتنے سوالات تھے وہ بہت ہی اچھے تھے اور ان پر جتنے بھی ضمنی سوالات کئے گئے ہیں وہ to the point کئے گئے ہیں۔ دوسرا پوائنٹ آف آرڈرز بھی اس ایوان کی روایات ہیں اور وہ بزنس سے ہی related ہوتے ہیں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا ہر فاضل رکن کو حق ہے۔

جناب چیئرمین: ایک تو وقفہ سوالات کا time extend کیا جانا چاہئے، اس حوالے سے ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے وہ اپنی سفارشات مرتب کرے۔ دوسرا اگر ضمنی سوالات بھی کم کئے جائیں تو بہتر ہے اس سے بھی وقت کی بچت ہو گی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! آپ درست فرما رہے ہیں کہ کمیٹی بنی ہوئی ہے مگر افسوس ہے کہ اس کی میٹنگ نہیں ہوئی۔

جناب چیئرمین: اس کمیٹی کی میٹنگ ہونی چاہئے اور یہ کمیٹی اس حوالے سے بھی اپنی سفارشات پیش کرے۔ جی، سعید اکبر خان صاحب!

وزیر جیل خانہ جات: جناب چیئرمین! میں اپنے بھائی چودھری ظہیرالدین صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہوں گا۔ اصولی طور پر تو یہ بات اپوزیشن کے بھائیوں کو کہنی چاہئے تھی، انھیں اس بات کا نوٹس لینا چاہئے تھا کیونکہ زیادہ تر سوالات ہمارے اپوزیشن کے بھائیوں کی طرف سے دیئے جاتے ہیں۔ سوال دینے کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ عوام کی بھلائی ہو اور محکمہ کی کارکردگی سامنے آ سکے۔ میرے بھائی نے وزیر ہوتے ہوئے ایک اچھی بات کہی ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ اس حوالے سے چیئر بھی contribute کرے اور جو بات irrelevant ہو اسے allow نہ کیا جائے اس طرح وقفہ سوالات کو بہت بہتر کیا جا سکتا ہے۔ آج بہت سارے سوالات تھے لیکن صرف دو تین سوالات ہو سکے ہیں باقی رہ گئے ہیں۔ لہذا اس بات کا ضرور نوٹس لینا چاہئے اور آئندہ آنے والے دنوں میں کوشش کی جائے کہ یہاں وقفہ سوالات کے دوران زیادہ سے زیادہ سوالات discuss ہو جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! میں ایک لمحہ کے لئے بات کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ آپ نے وقفہ سوالات ختم کیا ہے تو اس کے بعد میں مسلسل اس کوشش میں ہوں کہ میں جناب کی اجازت سے بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھوں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

جیلوں میں بند اقلیتی خواتین اور بچوں کے لئے سہولیات کی فراہمی

*2515: محترمہ نجمی سلیم: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ کی جیلوں میں قیدی اقلیتی خواتین کے نام، جرم اور تعداد، جیل وار تفصیل فراہم کریں؟

(ب) کیا ان خواتین کی مذہبی / دنیوی تعلیم کے لئے انتظام کیا گیا۔ کیا انہیں اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے کے لئے وقت اور جگہ فراہم کی جاتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اقلیتی قیدی خواتین کے ساتھ رہنے والے بچوں کی تعلیم و تربیت کا بھی بندوبست نہیں کیا جاتا جس کی وجہ سے قیدی خواتین کو سخت پریشانی کا سامنا ہے؟ ان

بچوں کی جیل وار تفصیل بیان فرمائیں؟

(د) کیا حکومت ان افسران / اہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، جو اقلیتی قیدی خواتین کو قانون کے مطابق سہولیات مہیا نہیں کرتے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) صوبہ پنجاب کی جیلوں میں مقید قیدی اقلیتی خواتین کے نام، جرم اور تعداد جیل وار ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اقلیتی خواتین کو ان کے مذہب کے مطابق مکمل مذہبی اور دنیوی تعلیم دی جاتی ہے اور باقاعدہ عبادت کے لئے الگ جگہ اور وقت فراہم کیا جاتا ہے اور اس سلسلے میں عبادت کے لئے باہر سے اقلیتی خواتین پادری انہیں جیل میں مذہبی تعلیم دیتی ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ اقلیتی قیدی خواتین کے ساتھ رہنے والے بچوں کی تعلیم و تربیت کا مکمل بندوبست کیا جاتا ہے اور اس سلسلہ میں خواتین ٹیچرز متعین ہیں اور مختلف NGO's بچوں کے تعلیمی اخراجات برداشت کرتی ہیں۔ ان بچوں کی جیل وار تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جیل قواعد کے تحت ڈسپلن کے اندر رہتے ہوئے تمام اسیران بشمول اقلیتی کو اپنے اپنے مذہب اور عقیدہ کے مطابق عبادت کا حق حاصل ہے۔ اس سلسلہ میں شاید ہی کبھی کوئی شکایت پیدا ہوئی ہے۔ تاہم جان بوجھ کر رکاوٹ پیدا کرنے والے ملازم کے خلاف تادیبی کارروائی کی جا سکتی ہے۔ اس میں کوئی امر مانع نہ ہے۔

صوبہ میں محکمہ جیل خانہ جات کی ملکیتی اراضی اور آمدن و خرچ کی تفصیلات

*2540: محترمہ عابدہ جاوید: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ جیل خانہ جات کی ملکیتی اراضی کی تفصیل فراہم فرمائیں؟

(ب) سال 2001 تا جون 2003 جیل خانہ جات کی زمین کی جیل وار آمدن اور اخراجات کی تفصیل بیان فرمائیں۔

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) محکمہ جیل خانہ جات پنجاب کی ملکیتی اراضی کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں درج ہے جیل خانہ جات پنجاب کی زمین وار آمدن اور اخراجات کی تفصیل بھی ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں دوران قید فوت ہونے والے قیدیوں کی تفصیلات

*2691: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں 01-2000 اور 03-2002 میں کتنے قیدی دوران قید انتقال کر گئے ان کے نام، ولدیت وغیرہ کیا ہیں؟

(ب) ان قیدیوں میں سے کتنے قیدیوں کا پوسٹ مارٹم کرایا گیا اور ان کی وجہ موت کیا تھی؟

(ج) اگر بعض قیدیوں کا پوسٹ مارٹم نہیں کرایا گیا تو اس کی کیا وجوہات تھیں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) ڈسٹرکٹ جیل میں یکم جنوری 2000 سے 30۔اگست 2003 تک وفات پانے والے اسیران کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام مع ولدیت	تاریخ وفات	وجہ موت
1۔	فیض ولد منظور	12-01-2000	طبعی
2۔	یونس ولد تاج دین	20-01-2000	۔ایضاً۔
3۔	عبدالوحید ولد محمد یسین	15-02-2000	۔ایضاً۔
4۔	ذوالفقار ولد سلیم مسیح	22-03-2000	۔ایضاً۔
5۔	ظفر عباس ولد صادق	18-04-2000	۔ایضاً۔
6۔	غلام محمد ولد پہلوان	26-04-2000	۔ایضاً۔
7۔	عمر حیات ولد احمد دین	07-05-2000	۔ایضاً۔
8۔	جعفر ولد سردار	25-05-2000	۔ایضاً۔
9۔	بیربل ولد سلطان	30-05-2000	۔ایضاً۔

10۔	امیر ولد صالحوں	08-08-2000	۔ایضاً۔
11۔	طارق علی ولد فقیر محمد	13-08-2000	۔ایضاً۔
12۔	محمد یعقوب ولد غلام محمد	05-09-2000	۔ایضاً۔
13۔	نواز ولد گھنا	10-10-2000	۔ایضاً۔
14۔	بشیر احمد ولد حبیب اللہ	10-10-2000	۔ایضاً۔
15۔	اللہ جوائی زوجہ ماجھی خان	31-12-2000	۔ایضاً۔
16۔	طالب حسین ولد احمد بخش	18-03-2001	۔ایضاً۔
17۔	بی بو زوجہ اللہ بخش	30-04-2001	۔ایضاً۔
18۔	ذوالفقار ولد محمد شفیع	03-05-2001	۔ایضاً۔
19۔	ذوالفقار ولد محمد یعقوب	31-08-2001	۔ایضاً۔
20۔	غلام عباس ولد احمد خان	05-09-2001	۔ایضاً۔
21۔	غلام سرور ولد غلام مصطفی	11-01-2002	۔ایضاً۔
22۔	غلام قادر ولد میاں	27-02-2002	۔ایضاً۔
23۔	وائز مسیح ولد اقبال مسیح	09-04-2002	۔ایضاً۔
24۔	ملازم حسین ولد لال محمد	08-04-2002	۔ایضاً۔
25۔	تاج محمد ولد حیدر	28-06-2002	۔ایضاً۔
26۔	محسن عباس ولد عمر دراز	31-07-2002	۔ایضاً۔
27۔	غلام شبیر ولد محمد ارشد	15-10-2002	۔ایضاً۔
28۔	عادل حسین شاہ ولد حیدر شاہ	03-01-2003	۔ایضاً۔
29۔	لال ولد اللہ بخش	18-02-2003	۔ایضاً۔
30۔	شہباز ولد الطاف حسین	18-05-2003	۔ایضاً۔
31۔	باقر ولد مہامند	19/20-05-2003	۔ایضاً۔
32۔	احمد علی ولد اللہ یار	08-06-2003	۔ایضاً۔
33۔	عمران شاہ ولد فضل شاہ	09-08-2003	۔ایضاً۔

(ب) 33 قیدیوں میں دو قیدیوں کا سول ہسپتال جھنگ میں پوسٹ مارٹم ہوا اور وہ طبعی موت مرے۔

(ج) ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں اسیران کی اوسط تعداد 2500 کے قریب ہے جن میں سے 138 قیدی اور 2003 حوالاتی اور سزائے موت کے قیدیوں کی تعداد 336 کے قریب

ہے۔ دوران سال2000 سے لے کر2003 تک 33اسیران کی اموات ہوئیں جن میں13 اسیران کی موت جیل کے اندر ہوئی جبکہ باقی اسیران کی موت بوجہ بیماری جیل سے باہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال جھنگ اور الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں ہوئی۔ ان اسیران میں سے 2 کا پوسٹ مارٹم ہوا جبکہ باقی اسیران کا پوسٹ مارٹم مرنے والے کے لواحقین کی درخواست پر نہ کروایا گیا کیونکہ ازراہ قاعدہ پاکستان جیل رولز اگر قیدی یا حوالاتی فوت ہو جاتا ہے تو جیل کے میڈیکل آفیسر اس کی وجوہات اور بیماری سے متعلق تفصیلات ڈیتھ رجسٹر میں درج کرتے ہیں۔ اگر کوئی قیدی تشدد یا کسی دیگر مشکوک حالت میں فوت ہوا ہو تو اس کے بارے میں پوسٹ مارٹم کرانے کی سفارش کرتا ہے جس پر ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج سے التماس کی جاتی ہے کہ judicial inquest کروانے سے متعلق حکم جاری فرمائیں۔ اس طرح موت کی حقیقی وجوہ اور حالات و واقعات کا جائزہ لے کر متعلقہ جوڈیشل مجسٹریٹ اپنی رپورٹ پیش کرتے ہیں اگر کسی موت کے سلسلہ میں تشدد ثابت ہو جائے تو متعلقہ جیل ملازمین کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں بند قیدیوں، ان کے جرائم اور دیگر تفصیل

*2707: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع شیخوپورہ جیل میں کتنے قیدی ہیں، سنگین جرائم اور معمولی جرم والے قیدی کتنے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گنجائش سے بہت زیادہ قیدی جیل میں بند ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ پھانسی کی سزا پانے والے قیدی ایک ایک کوٹھری میں گنجائش سے زیادہ ہیں، کیا حکومت جن قیدیوں کی سزا بہت تھوڑی رہ گئی ہے یا جن کے جرم معمولی نوعیت کے ہیں چھوڑنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک ایسا ممکن ہے؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) ضلع شیخوپورہ جیل میں2065 اسیران ہیں سنگین جرائم میں1807 اسیران قید ہیں اور معمولی جرم میں86 اسیران قید ہیں۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے اس وقت ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں سزائے موت قیدیوں کی تعداد 125 ہے جن کے لئے صرف 14 سیل بنے ہوئے ہیں نیز معمولی جرم میں بند افراد کو ہر مہینے کے آخری جمعہ میں سیشن جج صاحب جیل میں آکر ان افراد کو رہا کر دیتے ہیں اور جن قیدیوں کی سزا تھوڑی رہ جاتی ہے ان کو معافی دے کر رہا کر دیا جاتا ہے۔

معمولی جرائم میں بند قیدیوں کی رہائی کے لئے حکومتی اقدامات کی تفصیل

*2725: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ کی جیلوں میں قیدی بچوں، عورتوں، نوجوانوں اور ضعیف العمر افراد کی تعداد کیا ہے جو معمولی جرم کرنے پر گرفتار ہوئے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ معمولی جرم میں گرفتار افراد صرف اس لئے سالہا سال سے قید ہیں کہ وہ مقدمہ کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے؟

(ج) کیا حکومت نے ایسے قیدیوں کی رہائی کے لئے کوئی اقدامات کئے ہیں؟

(د) اگر جز (ب تا ج) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ قیدیوں کو کب تک رہا کر دے گی اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) اس وقت پنجاب کی جیلوں میں معمولی جرائم میں مقید بچوں، عورتوں، نوجوانوں اور ضعیف العمر افراد کی تعداد حسب ذیل ہے:۔

I۔ معمولی جرم میں مقید بچے 68

II۔ معمولی جرم میں مقید عورتیں 32

III۔ معمولی جرم میں مقید نوجوان 4451

IV۔ معمولی جرم میں مقید ضعیف العمر

(ب) یہ درست نہ ہے۔ معمولی جرائم میں ملوث اسیران کی کثیر تعداد کو ہر ماہ سیشن جج صاحبان

جیل میں جاکر رہا کرتے ہیں لیکن نئے اسیران کی آمد کی وجہ سے یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔

(ج) معمولی جرائم میں مقید اسیران کے لئے ہر مہینے کے آخری جمعہ میں سیشن جج صاحبان جیل میں تشریف لاتے ہیں اور ان افراد کو رہا کر دیتے ہیں۔

(د) معمولی جرائم میں ملوث اسیران کے علاوہ بھی ایسے افراد جو اپنے مقدمات کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے ان کے لئے جیلوں میں مختلف NGO's اور ایڈووکیٹ کام کر رہے ہیں جو ان افراد کو فری لیگل ایڈ مہیا کرتے ہیں اور جو قیدی جرمانے کے عوض سزا کاٹ رہے ہوتے ہیں مخیر حضرات ان کا جرمانہ جمع کروا کر ان کو رہائی دلاتے ہیں۔ جس کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

اڈیالہ جیل راولپنڈی میں قیدیوں کی گنجائش اور دستیاب دیگر سہولیات کی فراہمی

*2735: راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اڈیالہ جیل راولپنڈی میں قیدیوں کی تعداد گنجائش سے کہیں زیادہ ہے قیدیوں / حوالاتیوں کی تعداد و گنجائش کی تفصیل بیان فرمائیں، حکومت قیدیوں و جیلوں کی اصلاح کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

(ب) اڈیالہ جیل میں خواتین / بچوں کی تعداد بیان فرمائیں، خواتین کی بیرکوں کے ساتھ غسل خانوں کی سہولت، ایک غسل خانہ کتنی خواتین کے زیر استعمال و نیز خواتین و بچے و دیگر قیدیوں کو ملنے والی سہولیات کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ج) گزشتہ تین برسوں میں اس جیل کے لئے کتنے فنڈز مختص ہوئے یہ فنڈز کہاں اور کس مد میں استعمال ہوئے نیز پرائیویٹ افراد یا N.G.O's کی جانب سے قیدیوں کو ملنے والی امداد / سہولیات کی تفصیل کیا ہے؟

(د) مذکورہ عرصہ میں اڈیالہ جیل میں بیمار قیدیوں کی تفصیل، دوائیوں پر ہونے والے اخراجات کی تفصیل، جیل ہسپتال میں اوسط داخل شدہ مریض، ایسے مریض جن کا علاج

جیل ہسپتال میں نہیں ہو سکتا کیا انہیں سرکاری ہسپتالوں سے علاج کی سہولت دی جاتی ہے ایسے مریضوں کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) جی ہاں! اڈیالہ جیل راولپنڈی میں قیدیوں کی تعداد گنجائش سے کہیں زیادہ ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

1۔ منظور شدہ تعداد قیدی / حوالاتی	1996
2۔ قیدی / حوالاتی تعداد مورخہ 29۔اگست 2003	5331

(ب)

مورخہ 2003-08-29 خواتین کی تعداد	158
مورخہ 2003-08-29 بچوں کی تعداد	20

خواتین کی بیرکوں کے ساتھ غسل خانوں کی سہولت موجود ہے۔ ایک غسل خانہ آٹھ عورتوں کے زیر استعمال ہے دیگر سہولیات میں تعلیم پہلے نمبر پر ہے۔ خواتین کو سلائی و کڑھائی کی تعلیم، دینی تعلیم تمام خواتین، بچوں اور قیدیوں کے لئے ملاقات کی سہولت۔

(ج) گزشتہ تین برسوں میں اڈیالہ جیل راولپنڈی کو جتنے فنڈز مختص ہوئے اور یہ جس مد میں استعمال ہوئے ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) اور (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مذکورہ عرصہ میں تقریباً 4500 بیمار قیدیوں کا علاج اڈیالہ جیل راولپنڈی میں کیا گیا۔ دوائیوں پر ہونے والے خراجات کی تفصیل ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اڈیالہ جیل راولپنڈی میں سالانہ اوسط تعداد داخل شدہ مریض تقریباً 1500 ہے۔ ایسے مریض جن کا علاج جیل ہسپتال میں نہیں ہو سکتا انہیں سرکاری ہسپتالوں سے علاج کی سہولت دی جاتی ہے۔ ایسے مریضوں کو مندرجہ ذیل سرکاری ہسپتالوں میں بھیجا جاتا ہے:

1۔ ڈی ایچ کیو ہسپتال راولپنڈی
2۔ آر کیو ایچ ہسپتال، راولپنڈی
3۔ پی آئی ایم ایس ہسپتال، اسلام آباد

تفصیل مریضاں:

مریض جن کی حالت بہت خراب ہو اور ڈاکٹر انچارج جیل ہسپتال انہیں فوری طور علاج کے لئے باہر بھجوانے کا مشورہ دیں ان میں عموماً:۔

1۔ امراض دل میں مبتلا مریض

2۔ زچگی

3۔ آپریشن

4۔ ایمر جنسی کیس شامل ہوتے ہیں۔

آتش بازی پر پابندی کے قوانین پر عملدرآمد کی صورتحال

*2741: محترمہ زیب النساء قریشی: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شادی بیاہ اور دیگر تقریبات پر آتش بازی پر پابندی کا قانون لاگو ہو چکا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شادی ہالوں سے باہر اور شادی کی تقریبات کی مختلف جگہوں پر اس قانون کے باوجود آتش بازی ہوتی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس قانون پر سختی سے عملدرآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ سے ایوان کو آگاہ کیا جائے نیز اب تک اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ شادی بیاہ اور دیگر تقریبات میں آتش بازی پر پابندی کا قانون لاگو ہو چکا ہے۔

(ب) شادی ہال کے مالکان کو آتش بازی پر پابندی کے قانون سے مطلع کیا گیا ہے شادی ہالوں یا شادی کی دیگر جگہوں پر تقریبات پر آتش بازی نہ ہو رہی ہے۔

(ج) شادی بیاہ یا دیگر تقریبات پر آتش بازی پر پابندی پر سختی سے عملدرآمد کیا جا رہا ہے اس سلسلہ میں کڑی نگرانی کی جا رہی ہے اگر کوئی شخص آتش بازی کے قانون کی خلاف ورزی

کرتا ہو پایا گیا تو اس کے خلاف کارروائی حسب ضابطہ عمل میں لائی جائے گی نیز آتش بازی کا سامان فروخت کرنے والوں کے خلاف سال رواں میں 30 مقدمات درج کئے جا چکے ہیں۔

گاڑیوں کی باڈی سے باہر سریے / گارڈروں سے حادثات اور سدباب کے لئے حکومتی اقدامات

*2807: محترمہ زیب النساء قریشی: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

کیا یہ درست ہے کہ سریا، اینگل آئرن اور لوہے کے گارڈر وغیرہ نقل و حمل کے دوران ٹرک یا ٹریکٹر ٹرالی کی باڈی سے باہر ہوتے ہیں جو شہریوں کی جان کے لئے خطرناک ہے اور اس سے کئی حادثات ہو چکے ہیں، کیا حکومت اس کے سدباب کے لئے کوئی اقدامات کر رہی ہے تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے ؟

وزیر اعلیٰ:

یہ درست ہے کہ سریا، اینگل آئرن اور لوہے کے گارڈر وغیرہ نقل و حمل کے دوران ٹرک یا ٹریکٹر ٹرالی 4 کی باڈی سے باہر ہوتے ہیں اگر لوڈ شدہ میٹریل کے متعلق حفاظتی اقدامات نہ کئے گئے ہوں تو یقیناً خطرے کا باعث ہوتے ہیں۔ لہذا ایسی گاڑیاں جن پر یہ سامان لوڈ کرنے کے دوران حفاظتی اقدامات نہ کرنے پائے گئے تو سال رواں میں ماہ جولائی تک ایسی 26816 گاڑیوں کے خلاف ٹریفک پولیس پنجاب نے حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی ہے۔ مزید یہ کہ ایسی گاڑیاں جو ٹریفک پولیس کے مجاز افسران کی طرف سے واضح ہدایات کے باوجود دانستہ حفاظتی اقدامات کرنے سے گریزاں ہیں۔ جن سے لوگوں کی جان و مال کو خطرہ لاحق ہو تو ان کے خلاف زیر دفعہ 279 ت۔پ، 93-291/290 ت پ کے تحت مقدمات درج رجسٹر کئے جاتے ہیں۔

ڈسٹرکٹ جیل بہاولنگر میں سہولیات کی فراہمی

*2816: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل بہاول نگر میں قیدیوں کے دور دراز سے آنے والے ملاقاتیوں کے بیٹھنے، پینے کے پانی اور گرمی، سردی سے بچاؤ کے لئے کسی قسم کا بندوبست نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ قیدیوں کے لئے ایمر جنسی کی صورت میں ہسپتال لے جانے کے لئے ایمبولینس کی سہولت بھی نہ ہے۔

(ج) اگر جُز (الف) تا (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا سہولیات فراہم کرنے کو تیار ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ ڈسٹرکٹ جیل بہاولنگر میں اسیران کی ملاقات پر آنے والے ملاقاتیوں کے بیٹھنے کے لئے ایک ملاقات شیڈ تعمیر کیا گیا ہے جس میں پنکھے نصب کئے گئے ہیں۔ بیٹھنے کے لئے بنچ بھی رکھے گئے ہیں اور پانی پینے کیلئے پلاسٹک واٹر کولر رکھے گئے ہیں ان میں پانی ٹھنڈا کرنے کے لئے برف ڈال دی جاتی ہے جب کہ الیکٹرک واٹر کولر کے لئے مخیر حضرات سے رابطہ جاری ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل بہاولنگر میں کوئی ایمبولینس نہ ہے ایمر جنسی کی صورت میں الاختر ٹرسٹ انٹر نیشنل بہاولنگر سے ضرورت کے تحت فوراً منگوالی جاتی ہے۔

(ج) درج بالا جواب جُز (الف، ب) مفصل ہیں۔

موجودہ D.S.P صدر سرکل بہاولپور کی تعیناتی اور اس سے قبل مقدمات کی تفصیلات

*2866: **ملک محمد اقبال چنڑ**: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) D.S.P صدر سرکل، بہاولپور میں کب تعینات ہوئے ان کی تعیناتی سے قبل اس سرکل میں واقع تھانہ جات میں پچھلے دو سال کے دوران رجسٹرڈ ہونے والے زنا، چوری، ڈکیتی اور قتل کے مقدمات کی تفصیل فراہم کریں اور ان کی تعیناتی کے بعد سے آج تک ان تھانہ جات میں اس سلسلہ میں کتنے مقدمات درج ہوئے ان کی تفصیل جرائم، تھانہ وار

فراہم کی جائے؟

(ب) ان کے ماتحت تھانوں کے ناموں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اس وقت اس سرکل میں واقع تھانہ جات میں درج ڈکیتی، قتل، چوری اور زنا کے کتنے نامزد ملزمان اشتہاری ہیں اور کتنے ملزمان چالان ہو کر جیل پہنچ چکے ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) D.S.P صدر سرکل، بہاولپور کی اس سرکل میں تعیناتی مورخہ 03-03-7 کو ہوئی ان کی تعیناتی سے قبل اس سرکل میں واقع تھانہ جات میں پچھلے دو سال کے دوران رجسٹر ہونے والے زنا، چوری، ڈکیتی اور قتل کے مقدمات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام تھانہ جات	مقدمات قتل	مقدمات ڈکیتی	مقدمات چوری	مقدمات زنا
صدر بہاولپور	8	-	128	21
مسافر خانہ	16	4	219	30
سمہ سٹہ	9	2	87	14
عباس نگر	9	2	130	20
میزان	42	8	564	85

ان کی تعیناتی کے بعد سے آج تک ان تھانہ جات میں اس سلسلہ میں جو مقدمات درج ہوئے ان کی تفصیل جرائم، تھانہ وار درج ذیل ہے۔

نام تھانہ جات	مقدمات قتل	مقدمات ڈکیتی	مقدمات چوری	مقدمات زنا آرڈیننس
صدر بہاولپور	–	–	3	–
مسافر خانہ	6	1	31	6
سمہ سٹہ	3	–	22	5
عباس نگر	1	1	22	10
میزان	10	2	78	21

(ب) ڈی۔ایس۔پی صدر سرکل کے ماتحت تھانوں کے نام درج ذیل ہیں:۔

1۔ تھانہ صدر 2۔ تھانہ مسافر خانہ 3۔ تھانہ سمہ سٹہ 4۔ تھانہ عباس نگر

(ج) اس وقت اس سرکل میں واقع تھانہ جات میں درج ڈکیتی، قتل اور چوری، زنا کے نامزد ملزمان اشتہاری اور جو ملزمان چالان ہوئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام تھانہ جات	تعداد ملزمان اشتہاری	تعداد ملزمان چالان شدہ
صدر بہاولپور	_	53
مسافر خانہ	5	78
سمہ سٹہ	_	37
عباس نگر	_	77
میزان	5	245

تھانیدار کو زدو کوب کرنے والے ملزمان کے خلاف کارروائی

*2866(A): ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پچھلے چند روز قبل صدر سرکل، بہاولپور میں تھانیدار معراج کو چند ملزمان نے زدو کوب کیا اور ان سے ان کی سرکاری رائفل بھی چھین لی تھی؟

(ب) کیا اس واقعہ کا مقدمہ کسی تھانہ میں درج ہوا ہے تو اس مقدمہ کا نمبر اور اس میں نامزد ملزمان اور گرفتار ہونے والے ملزمان کی تفصیل فراہم کریں اور اشتہاری ملزمان کی تفصیل فراہم کریں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ چند روز قبل صدر سرکل بہاولپور کے تھانہ سمہ سٹہ کے سب انسپکٹر محمد معراج احمد کو چند ملزمان نے زدو کوب کیا اور ان سے سرکاری رائفل بھی چھین لی تھی۔

(ب) اس واقعہ کا مقدمہ نمبر 2003/145 مورخہ 03-05-24 بجرم 353/365/395-186 ت۔پ 7 ATA تھانہ مسافر خانہ میں درج ہوا ہے اس مقدمہ میں نامزد ملزمان، گرفتار ہونے والے ملزمان اور اشتہاری ملزمان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نامزد ملزمان

1۔ محمد اسلم ٹنڈی 2۔ محمد ریاض اوتیر 3۔ محمد علی عرف مڑیچہ 4۔ اجمل عرف پپی
5۔ محمد حسین عرف حسنی 6۔ جندوڈہ ہیتلا وبھانجا خوداور 7۔ شاماں گھلو

گرفتار ملزمان

1۔ عاشق حسین ولد اللہ وسایا قوم ہیتلا سکنہ وڑھیلاں (بھانجہ جندوڈہ ملزم)

ملزمان اشتہاری

1۔محمد اسلم ٹنڈی 2۔محمد ریاض اوتیر 3۔محمد علی عرف مڑیچہ 4۔اجمل عرف پپی

5۔محمد حسین عرف حسنی 6۔جندوڈہ ہیتلا 7۔شاماں گھلو

گوجرانوالہ 03-2002 میں قتل ہونے والے افراد اور دیگر متعلقہ تفصیلات

*2913: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گوجرانوالہ میں سال 03-2002 میں کتنے افراد قتل ہوئے، کتنے افراد کو قتل کے جرم میں گرفتار کیا گیا، کتنے مفرور اور کتنے عدالتی اشتہاری ہیں تھانہ وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ضلع گوجرانوالہ میں کرائم کا گراف 2000 سے آج تک کیا رہا ہے جرائم کے تدارک کے لئے محکمہ نے گوجرانوالہ میں کیا اقدامات کئے ہیں، وضاحت فرمائی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ضلع گوجرانوالہ میں کرائم کے لحاظ سے پولیس کی نفری کم ہے اگر کم ہے تو اس سال کے دوران حکومت کے لئے ضلع گوجرانوالہ میں کتنے ملازمین بھرتی کرنے کی گنجائش ابھی باقی ہے اور وہ بھرتی کب تک ہو گی؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں سال 2002 تا 2003، 528۔افراد قتل ہوئے اور اسی عرصہ میں 764۔افراد کو قتل کے جرم میں گرفتار کیا گیا اور 44۔افراد قتل کے مقدمات میں مفرور ہیں جبکہ عدالتی اشتہاری کی تعداد NIL ہے۔ فہرست تھانہ وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع گوجرانوالہ میں کرائم کا گراف سال وار درج ذیل ہے:۔

سال 2000	10707
سال 2001	14676
سال 2002	11037
01-01-03 تا 15-8-03	8795

مندرجہ بالا گراف سے واضح ہے کہ سال 2000 کی نسبت سال 2001 میں جرائم کے گراف میں 3969 مقدمات کا اضافہ ہوا ہے جبکہ سال 2002 میں مذکورہ بالا تعداد

مقدمات میں قابل ذکر کمی واقع ہوئی ہے جو کہ ضلع گوجرانوالہ پولیس کی فرض شناسی کی بدولت کنٹرول کیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ ضلع گوجرانوالہ میں کرائم کے لحاظ سے پولیس کی نفری انتہائی قلیل ہے اس وقت ہیڈ کانسٹیبل 557 اور 4879 کانسٹیبلان کی مزید بھرتی درکار ہے جس کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

گوجرانوالا، گزشتہ تین سالوں میں ڈکیتیوں دیگر وارداتوں کی تفصیل اور مقدمات کی صورتحال

*2914: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں گزشتہ تین سالوں میں ڈکیتیوں، زنا بالجبر اور گینگ ریپ کے کتنے واقعات ہوئے، کتنے مقدمات درج ہوئے، کتنے ملزمان گرفتار ہوئے، کتنے ملزمان کو سزا ہوئی، کتنے مقدمات کے چالان عدالتوں میں زیر سماعت ہیں اور کتنے مقدمات کے ابھی تک چالان مکمل نہ ہوئے ہیں؟

(ب) ضلع گوجرانوالہ میں سال 2000 سے آج تک چولہا پھٹنے یا آگ لگنے کی وجہ سے ہلاک یا زخمی ہونے کے مقدمات کا اندراج ہوا ہلاک ہونے والوں کے نام، ملزمان کے نام اور مقدمہ کے فیصلہ سے آگاہ فرمایا جائے؟

(ج) حکومت ایسے مقدمات کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں گزشتہ تین سالوں میں ڈکیتی کے 121 زنا بالجبر کے 133 اور گینگ ریپ کے 33 واقعات ہوئے ہر وقوعہ کی نسبت مقدمات درج ہوئے جن کی تعداد 287 ہے ان مقدمات میں 424 ملزمان گرفتار ہوئے جن میں 82 ملزمان کو سزا ہوئی اور 67 مقدمات زیر سماعت ہیں۔ تمام درج شدہ مقدمات میں چالان مکمل کر کے داخل عدالت کئے گئے ہیں کوئی ایسا مقدمہ باقی نہیں جس میں ابھی چالان مکمل نہ ہوا ہے سال وار تفصیل لف ہذا ہے۔

(ب) ضلع گوجرانوالہ میں سال 2000 سے آج تک چولھا پھٹنے یا آگ لگنے کی وجہ سے ہلاک یا زخمی ہونے کے دو مقدمات درج ہوئے جن میں سے ایک مقدمہ میں مسمات شازیہ بی بی زوجہ اورنگ زیب قوم مغل سکنہ فیصل کالونی گوجرانوالہ ہلاک ہوئی۔ مسمی اورنگ زیب ولد محمد شفیع قوم مغل سکنہ فیصل کالونی RT گوجرانوالہ مقدمہ میں ملزم تھا جس کے خلاف چالان پیش عدالت کیا گیا اور اسے عدالت سے 14 سال قید بامشقت کا حکم ہوا ہے جبکہ دوسرے مقدمہ میں مسمات شبانہ کوثر دختر عبدالرشید سکنہ رحمن پورہ گوجرانوالہ ہلاک ہوئی۔ مسمی محمد لطیف ولد محمد بوٹا قوم مغل سکنہ رحمن پورہ گوجرانوالہ ملزم ہے جو کہ گرفتار ہو چکا ہے مقدمہ ابھی زیر تفتیش ہے۔

(ج) چولھے تیار کرنے والی فیکٹریوں کے مالکان کو سختی سے ہدایت کی گئی ہے کہ وہ چولھا تیار کرتے وقت درست میٹریل استعمال کریں ناقص میٹریل استعمال کرنے والے کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔

گزشتہ تین سالوں میں ڈکیتی، زنا بالجبر اور گینگ ریپ کی تفصیل

سال	نوعیت	تعداد واقعات	تعداد مقدمات درج ہوئے	تعداد ملزمان جو گرفتار ہوئے	تعداد ملزمان جن کو سزا ہوئی	تعداد ملزمان جن کے چالان زیر سماعت ہیں	تعداد مقدمات جن کے چالان مکمل نہ ہوئے ہیں۔
2000	ڈکیتی	26	26	55	14	10	_
	زنا بالجبر	50	50	50	07	13	_
	گینگ ریپ	06	06	18	03	01	_
2001	ڈکیتی	49	49	79	16	07	_
	زنا بالجبر	33	33	33	08	04	_
	گینگ ریپ	07	07	19	06	02	_
2002	ڈکیتی	46	46	72	12	09	_
	زنا بالجبر	50	50	50	09	12	_
	گینگ ریپ	20	20	48	07	09	_

صوبہ کی جیلوں میں بند سیاسی قیدیوں اور انہیں دستیاب سہولیات کی تفصیل

*2979: محترمہ نور النساء ملک: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت صوبہ کی جیلوں میں سیاسی قیدیوں کی تعداد کیا ہے اور انہیں کن دفعات کے تحت

گرفتار کیا گیا ہے۔

(ب) جیلوں میں سیاسی قیدیوں کو کون کون سی سہولیات فراہم کی جارہی ہیں یا عام مجرموں کی طرح جیلوں میں قید کیا ہوا ہے وضاحت کی جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) اس وقت صوبہ پنجاب کی کسی بھی جیل میں کوئی سیاسی قیدی مقید نہ ہے۔

(ب) جیلوں میں اس وقت کوئی سیاسی اسیر نہ ہے تاہم اگر کوئی سیاسی اسیر جیل میں مقید ہو تو جیل قوانین کے مطابق اس کو سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔

پولیس چوکی کوٹ شاکر ضلع جھنگ پٹرولنگ کے لئے گاڑی کی دستیابی

*2982: جناب فیصل حیات جبوآنہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پٹرولنگ کے لئے پولیس کے پاس گاڑی کا ہونا بہت ضروری ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حلقہ پی پی-82 جھنگ کی پولیس چوکی کوٹ شاکر کا بہت بڑا ایریا ہے جس میں اس نے پٹرولنگ کرنی ہوتی ہے لیکن اس میں پولیس کے پاس کوئی گاڑی نہیں ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع جھنگ میں پولیس کے پاس گاڑیاں موجود ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک متذکرہ پولیس چوکی کو گاڑی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ پٹرولنگ کے لئے پولیس کے پاس گاڑی کا ہونا بہت ضروری ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی-82 جھنگ کی پولیس چوکی کوٹ شاکر کا بہت بڑا ایریا ہے جو کہ تھانہ اٹھارہ ہزاری کی حدود میں آتا ہے۔ اٹھارہ ہزاری کے پاس نئی گاڑی موجود ہے اور وہ روزانہ اپنے علاقہ بشمول چوکی کوٹ شاکر گشت پر ہوتی ہے۔ ضلع ہذا میں گاڑیوں کی کمی کے پیش نظر چوکی کوٹ شاکر کو سرکاری گاڑی مہیا نہ کی جا سکتی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ ضلع جھنگ میں پولیس کے پاس گاڑیاں موجود ہیں جو کہ تھانہ کے پاس ہیں اور ہر تھانہ کی گاڑی اپنے اپنے علاقہ میں روزانہ گشت پر ہوتی ہے۔

(د) اس سلسلہ میں جُزہائے بالا میں مفصل جواب تحریر کیا جا چکا ہے۔

زنانہ جیل ملتان میں گنجائش اور بند قیدیوں کی تعداد نیز سب جیلوں کی تعمیر کا مسئلہ

*3004: محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں خواتین اسیران کے لئے صرف ایک سپیشل زنانہ جیل ملتان میں ہے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ جیل میں کتنی خواتین قیدیوں کی گنجائش ہے اور اس وقت اس میں کتنی قیدی خواتین ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹرائل کے بعد پورے پنجاب سے خواتین اسیران ملتان جیل جا کر اپنے وکلاء سے اپنے خاندان سے بالکل cut off ہو جاتی ہیں؟

(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت خواتین کے لئے نئی سب جیلیں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اور کہاں کہاں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ اس وقت صوبہ پنجاب میں خواتین اسیران کے لئے صرف ایک سپیشل زنانہ جیل ملتان میں واقع ہے۔

(ب) زنانہ جیل ملتان میں اس وقت 915 قیدی خواتین مقید ہیں جبکہ اس جیل میں 104 خواتین اسیران رکھنے کی گنجائش ہے۔

(ج) جن قیدی خواتین کو سزا ہو جاتی ہے ان کو زنانہ جیل ملتان منتقل کر دیا جاتا ہے جہاں ان کو ان کے لواحقین اور وکلاء صاحبان کو جیل رولز کے مطابق ملاقات کروائی جاتی ہے۔ یہ امر درست نہ ہے کہ وہ اپنے وکلاء اور خاندان سے بالکل cut off ہو جاتی ہے۔

(د) حکومت خواتین کے لئے مزید جیلیں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے لیکن فی الحال راولپنڈی اور فیصل آباد ڈویژن میں خواتین کے لئے ایک ایک علیحدہ جیل بنانے کا منصوبہ ہے جس کی

وزیر اعلیٰ پنجاب نے حال ہی میں منظوری دی ہے اور اس کے لئے مناسب جگہ کا انتخاب کیا جا رہا ہے۔ فنڈز مہیا ہو جانے کی صورت میں ان جگھوں پر جلد جیلیں بنائی جائیں گی۔

موٹر سائیکل / سکوٹر سوار کے لئے ہیلمٹ کا لازمی استعمال اور خلاف ورزی پر کارروائی کی تفصیل

*3005: محترمہ حمیرا اویس شاہد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موٹر سائیکل / سکوٹر چلانے والے افراد کے لئے ہیلمٹ پہننا لازمی ہے؟

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا شہری حدود کے اندر سڑکوں پر ہیلمٹ پہننا لازمی ہے یا صرف بین الاضلاعی سڑکوں پر اس شرط کا اطلاق ہوتا ہے؟

(ج) اس شرط کی خلاف ورزی پر صوبہ میں یکم جنوری 2003 سے آج تک کتنے افراد کے چالان ہوئے اور ان سے کتنا جرمانہ وصول کیا گیا؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ موٹر سائیکل / سکوٹر چلانے والے افراد کے لئے ہیلمٹ پہننا لازمی ہے۔

(ب) زیر دفعہ 89/A موٹر وہیکل آرڈیننس 1965 شہری حدود اور بین الاضلاعی سڑکوں پر دونوں صورتوں میں ہیلمٹ پہننے کا اطلاق ہوتا ہے۔

(ج) اس خلاف ورزی پر صرف موٹروے پولیس ہی چالان کرتی ہے، چالان اور جرمانہ کی نوعیت کے بارے میں موٹروے پولیس سے معلوم کیا جا سکتا ہے البتہ حکومت اگر اس قانون میں مناسب ترمیم کرے تو ٹریفک پولیس پنجاب قانون کی پاسداری کے لئے ہر ممکن اقدامات کرے گی۔

موٹر گاڑیوں کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھنے والوں کے لئے سیٹ بیلٹ کا لازمی استعمال اور خلاف ورزی پر ہونے والی کارروائی کی تفصیل

*3006: محترمہ حمیرا اویس شاہد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موٹر وہیکل آرڈیننس (آرڈیننس نمبر19آف 1965) کے تحت موٹروہیکل کی فرنٹ سیٹ پر سفر کرنے والے افراد کے لئے سیٹ بیلٹ باندھنا لازمی ہے؟

(ب) اگر جزبالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ آرڈیننس کے تحت یہ شرط شہری علاقوں کی حدود کے اندر یا صرف بین الاضلاعی سڑکوں پر چلنے والی گاڑیوں پر لاگو ہوتی ہے؟

(ج) مذکورہ آرڈیننس کی خلاف ورزی پر یکم جنوری 2001 سے آج تک صوبہ میں کتنے چالان اس جرم پر ہوئے ہیں اوران موٹروہیکل سے کتنا جرمانہ وصول کیا گیا ہے؟

(د) کیا حکومت اس آرڈیننس پر سختی سے عملدرآمد کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ موٹر وہیکل آرڈیننس19آف1965 کے تحت موٹر وہیکل کی فرنٹ سیٹ پر سفر کرنے والے افراد کے لئے سیٹ بیلٹ باندھنا لازمی ہے۔

(ب) مذکورہ آرڈیننس کے تحت یہ شرط شہری حدود کے علاوہ بین الاضلاعی سڑکوں پر بھی چلنے والی تمام گاڑیوں پر لاگو ہوتی ہے۔

(ج) مذکورہ آرڈیننس کی خلاف ورزی پر چالان نہ کیا جاتا رہا ہے البتہ حکومت اس بارہ میں مناسب حکم جاری کرے تو ٹریفک پولیس پنجاب اس پر عملدرآمد کے لئے تمام صلاحیتیں بروئے کار لائے گی۔

(د) متعلقہ نہ ہے۔

لاہور۔جنوری تا اگست 2003 چوری ودیگر وارداتوں کی تفصیل اور شعبہ تفتیش کی کارکردگی

*3026:جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جنوری 2003 سے اگست 2003 تک لاہور میں چوری، ڈکیتی، قتل اور خواتین کے ساتھ زیادتی کے کتنے کیس رجسٹرڈ ہوئے؟

(ب) شعبہ تفتیش لاہور نے مذکورہ بالا کیسز میں سے کتنے کیسز کا سراغ لگایا اور کتنے ابھی نامکمل ہیں؟

(ج) کیا شعبہ تفتیش لاہور کی موجودہ کارکردگی پولیس آرڈر 2002 پر عملدرآمد سے پہلے کے مقابلہ میں بہتر ہے اگر بہتر ہے تو شعبہ تفتیش لاہور کے قیام سے پہلے 8 ماہ کی کارکردگی بیان کی جائے؟

(د) حکومت شعبہ تفتیش لاہور کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) مورخہ 2003-01-01 سے 2003-08-31 تک مقدمات کی تفصیل:۔

قتل 335 ڈکیتی 46

چوری 2444 عورتوں کے ساتھ زیادتی 278

(ب) تفصیل نتیجہ مقدمات:۔

نوعیت	چالان	عدم پتا	خارج	زیر تفتیش
قتل 335	130	17	07	181
ڈکیتی 46	09	07	0	32
چوری 2444	536	566	101	1241
عورتوں کے ساتھ زیادتی 278	80	02	42	154

(ج) شعبہ تفتیش کے قیام سے پہلے آٹھ ماہ کی کارکردگی درج ذیل ہے:۔

15-06-2001 تا 15-02-2002

نوعیت	رپورٹ	تسلیم	ٹریس	چالان	عدم پتا	خارج	زیر تفتیش
قتل	306	298	251	216	51	08	31
ڈکیتی	55	53	31	28	23	02	02
چوری	2662	2534	1233	1100	1131	128	300
عورتوں کے ساتھ زیادتی	161	122	122	119	03	59	0
میزان	3204	3007	1637	1663	1211	197	333

(د) حکومت شعبہ تفتیش کی کارکردگی بنانے کے لئے تمام ممکنہ وسائل بروئے کار لا رہی ہے۔

فیصل آباد۔ صدر سب ڈویژن کے پولیس سٹیشنوں اور درج مقدمات کی تمام تفصیلات

*3072: رانا آفتاب احمد خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صدر سب ڈویژن فیصل آباد کے پولیس سٹیشنوں کی تعداد، نام اور ان میں تعینات انچارج کے نام کیا ہیں؟

(ب) مذکورہ پولیس سٹیشنوں میں یکم جنوری 2000 سے اب تک کتنے کیس رجسٹرڈ ہوئے ان میں کتنے کیسوں کے ملزمان پکڑے گئے، ان کو کیا سزا ہوئی اور کتنے کیس ابھی زیر التواء وزیر تفتیش ہیں تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) صدر سب ڈویژن میں کل چار تھانے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام	تھانہ جات	نام آفیسر انچارج
1۔	صدر	سیف اللہ بھٹی I/SHO
2۔	چک جھمرہ	ظفر اقبال SI/SHO
3۔	ٹھیکریوالہ	مظفر حسین SI/SHO
4۔	ڈجکوٹ	راجہ غلام حسین I/SHO

(ب) یکم جنوری 2000 سے لے کر مورخہ 31-08-2003 تک مذکورہ تھانوں میں کل 12699 مقدمات درج رجسٹر ہوئے جن میں سے کل 12341 ملزمان گرفتار ہوئے درج مقدمات میں سے 1227 مقدمات سزا ہوئے جبکہ 7133 مقدمات عدالتوں میں زیر سماعت ہیں مزید برآں 434 مقدمات ابھی تک زیر تفتیش ہیں۔

سوڈیوال ملتان روڈ لاہور، ڈکیتی کی بڑھتی ہوئی وارداتیں اور حکومتی اقدامات

*3082: محترمہ کنول نسیم: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بدر کالونی سوڈیوال نوانکوٹ ملتان روڈ لاہور میں تین چار ماہ میں تقریباً 9 ڈکیتی کی وارداتیں ہو چکی ہیں جن میں مکینوں اور مسافروں کی نقدی لوٹنے کے علاوہ

انہیں زدوکوب کر کے زخمی بھی کیا گیا جس سے اہل علاقہ میں سخت خوف وہراس پیدا ہو گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 2003-9-12 کو ہونے والی ڈکیتی کی واردات میں ڈاکوؤں کے موٹر سائیکل کا نمبر بھی پولیس کو مہیا کیا گیا، لیکن ابھی تک پولیس ان ڈاکوؤں کو گرفتار کرنے میں ناکام رہی ہے؟

(ج) اگر جزبالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ڈکیتی کی وارداتوں کو روکنے اور مجرموں کو گرفتار کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے اور ڈاکوؤں کو کب تک گرفتار کر لیا جائے گا؟

وزیراعلیٰ:

(الف) بدر کالونی سوڈیوال ملتان روڈ لاہور میں گزشتہ تین ماہ سے ڈکیتی اور سرقہ بالجبر کی کوئی واردات نہ ہوئی ہے اور نہ ہی کوئی مقدمہ درج ہوا ہے۔

(ب) مورخہ 03-09-12 کو تھانہ نوانکوٹ میں ڈکیتی یا سرقہ بالجبر کا کوئی مقدمہ درج نہ ہوا ہے اور نہ ہی موٹر سائیکل کا نمبر پولیس کو دیا گیا ہے۔

(ج) ڈکیتی اور سرقہ بالجبر کے انسداد وتدارک کے لئے گشت ناکہ بندی کو مؤثر بنایا گیا ہے علاوہ ازیں ایسی وارداتوں کی روک تھام کے لئے تمام ممکنہ وسائل کو بروئے کار لایا جا رہا ہے۔

نئی جیلوں کی تعمیر اور سزائے موت کے قیدیوں کے لئے مناسب رہائشی سہولیات کی فراہمی

*3102: جناب محمد نواز ملک: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سزائے موت کے آٹھ آٹھ قیدیوں کو ایک 8x8 کی چکی میں اکٹھا رکھا جاتا ہے کیا ایسا کرنا جیل مینول کے مطابق درست ہے اگر نہیں تو موت کے منتظر قیدیوں کو مزید اذیت کیونکر دی جاتی ہے؟

(ب) کیا رواں مالی سال میں نئی جیلیں بنائے جانے کا منصوبہ زیر غور ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ کچھ جیلوں میں سزائے موت کے آٹھ آٹھ قیدیوں کو سیل میں اکٹھا رکھا جاتا ہے ان مشکلات کو حل کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مالی سال03-2002 میں 11 جیلوں میں اضافی سزائے موت کے سیل تعمیر کرنے کے لئے فنڈز مختص کئے ہیں اور تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے اور ان کی مرحلہ وار تکمیل جاری ہے۔

(ب) حکومت جیلوں میں قیدیوں کی تعداد گنجائش کے مطابق کرنے کے لئے مختلف اقدامات کر رہی ہے جبکہ نئے 11۔اضلاع میں نئی جیلیں مرحلہ وار تعمیر کرنے کا منصوبہ ہے۔اس وقت ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ اور ضلع وہاڑی کی دونوں جیلیں تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں جبکہ مندرجہ ذیل اضلاع میں جیل کی تعمیر کو سالانہ ترقیاتی منصوبہ 04-2003 میں شامل کر لیا گیا ہے:۔

1۔	لیہ	مبلغ172.134ملین روپے
2۔	بھکر	مبلغ155.000ملین روپے
3۔	اوکاڑہ	مبلغ232.600ملین روپے
4۔	پاکپتن	مبلغ231.036ملین روپے

اس کے علاوہ خواتین کی دو نئی جیلوں، بچوں کی ایک جیل اور ایک سنٹرل جیل کی تعمیر کے لئے بھی ضروری اقدامات کئے جا رہے ہیں۔مزید برآں حکومت تمام ڈویژن ہیڈ کوارٹرز میں جہاں جوڈیشل لاک اپ نہیں ہیں یا زیر استعمال نہیں تعمیر کر کے اور زیر استعمال لانے کی منصوبہ بندی کر رہی ہے۔ان اقدامات کے بعد قیدیوں کی رہائشی سہولتوں میں خاطر خواہ اضافہ ہو جائے گا۔

صوبہ کی جیلوں میں بند غیر ملکی قیدیوں کی تمام تر تفصیلات

*3198: راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب کی مختلف جیلوں میں غیر ملکی سزایافتہ و under trial قیدیوں/افراد کے

نام، جرم، ملک، تاریخ گرفتاری، جیل کا نام عرصہ قید و سزا وغیرہ کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) پچھلے پانچ سالوں میں کتنے غیر ملکیوں کو کیا سزا ہوئی۔ کتنے افراد سزا بھگتنے کے بعد ڈی پورٹ ہوئے نیز کتنے افغانی قیدی ضمانت پر رہا ہوئے۔ کتنے ایسے قیدی ہیں جنہیں ضمانت منظور ہونے کے باوجود bail bond جمع نہ کر سکنے کی وجہ سے رہائی نہ مل سکی نیز راولپنڈی اور اٹک جیلوں میں سزایافتہ و under trial افغانی قیدیوں کی تعداد، نام، جرم و عرصہ قید کی تفصیل بیان فرمائی جائے، کیا معمولی جرائم میں ملوث غیر ملکی قیدیوں کی حکومت bail bond کے بغیر رہائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) اس وقت مندرجہ ذیل غیر ملکی اسیران پنجاب کی جیلوں میں مقید ہیں جو ترتیب وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے:۔

نمبر شمار	اسیران	کل تعداد	ضمیمہ
1۔	حوالاتی	198	الف
2۔	قیدیاں	92	ب
3۔	سزائے موت	04	ج
4۔	انٹرنی	130	د
	کل تعداد	424	

(ب) پچھلے پانچ سالوں میں 1942 غیر ملکی افراد کو سزائیں ہوئیں اور ان میں سے 1254 اسیران اپنی سزا بھگتنے کے بعد جیلوں سے رہا ہو گئے اس طرح 403 افغان اسیران پچھلے پانچ سالوں میں رہا ہوئے اور تین افراد بوجہ surety bond رہا نہ ہو سکے۔ ڈسٹرکٹ جیل اٹک میں اس وقت کوئی افغان قیدی مقید نہ ہے تاہم سنٹرل جیل راولپنڈی میں اس وقت 3۔افغان قیدی اپنی سزا بھگت رہے ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (ح) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور حوالاتی ضمیمہ (الف) پر نمبر شمار 118 تا 136 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ غیر ملکی قیدیاں PAA Section-59,3 of Official Secret Act,1923, Exp-Act ,9C-ANF میں مقید ہیں۔ جہاں تک ان غیر ملکی قیدیوں کو bail bound کے بغیر رہا کرنے کا سوال ہے یہ حکومت سے متعلقہ ہے۔

جیلوں میں بند قیدیوں اور ان کے ملاقاتیوں کے مسائل اور حکومتی اقدامات کی تفصیل

*3274: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ جیل میں اس وقت گنجائش سے کس قدر زائد قیدی بند ہیں؟

(ب) کیا جیلوں میں موجود مقید خواتین اور خصوصاً اُن کے ساتھ بلا جرم ٹھہرے ہوئے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے انتظامات موجود ہیں اور مستقبل کے حکومتی منصوبہ جات کیا ہیں؟

(ج) حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے جس سے یہ سزا یافتہ افراد معاشرہ کا عضو ناکارہ بننے کے بجائے اچھے شہری بن سکیں؟

(د) حکومت جیلوں میں منشیات کی بھر مار اور قیدیوں کے آپس میں لڑائی جھگڑوں کے خاتمہ کے لئے کیا قانونی اصلاحی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ہ) جیل میں ملاقات کے لئے دور دراز سے آنے والے ملاقاتیوں کے لئے انتظار گاہ، پینے کا پانی و دیگر سہولیات کا کیا انتظام ہے؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) اس وقت سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں 3369 اسیران مقید ہیں جبکہ اسیران رکھنے کی گنجائش 913 ہے۔ اس طرح 2456 اسیران گنجائش کے لحاظ سے زائد ہیں تاہم اس مسئلہ پر قابو پانے کے لئے اسیران کے لئے سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں آٹھ بارکیں اور 32 سیل تعمیر کرنے کا منصوبہ ہے جن میں سے چھ بارکیں اور سولہ سیل تعمیر کئے جا چکے ہیں۔ دو بارکیں اور سولہ سیل ابھی زیر تعمیر ہیں جبکہ نئی جیل کی تعمیر کے لئے ڈی۔سی۔او گوجرانوالہ کو تحریری درخواست کی گئی ہے کہ وہ 100 ایکڑ اراضی کا بندوبست کریں تاکہ نئی جیل کی تعمیر ہو سکے (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) اس وقت خواتین اسیران کے ساتھ ساتھ بچوں کے لئے مذہبی تعلیمات کا بندوبست موجود ہے۔

(ج) تمام اسیران کو مذہبی اور اخلاقی تعلیمات دی جاتی ہیں اس کے علاوہ پنجاب کی مختلف جیلوں میں قیدی اسیران کو مختلف پیشہ جیسا کہ قالین بافی، فرنیچر بنانا، کپڑوں کی سلائی اور دیگر

فنون سکھائے جاتے ہیں۔

(د) تمام جیلوں میں منشیات کے اسیران کو باقی اسیران سے علیحدہ رکھا جاتا ہے اور ان کی مکمل دیکھ بھال کی جاتی ہے اور ان کی صحت کی بحالی کے لئے اقدامات کئے جاتے ہیں۔

(ہ) اسیران کی ملاقات پر آنیوالے تمام لوگوں کے لئے بہترین انتظار گاہ ہے اور پینے کے لئے وافر مقدار میں صاف پانی اور دیگر سہولیات موجود ہیں۔

سابق D.S.P بورے والہ، ٹرانسفر سے قبل مقدمات اور چالانوں کی تفصیلات

*3283: ڈاکٹر نذیر احمد مٹھو ڈوگر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سابق ڈی۔ایس۔پی چودھری نذیر گجر، بورے والہ نے اپنی ٹرانسفر سے قبل دو ہفتہ کے دوران کتنے اور کون کون سے مقدمات کی تفتیش کی۔ان مقدمات کے نمبر اور تھانہ جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) مذکورہ ڈی۔ایس۔پی نے ان مقدمات میں سے کتنے مقدمات خارج کر دیئے اور کتنے اور کون کون سے مقدمات کا چالان کیا؟ جن مقدمات کو خارج کیا ہے ان کی تفصیل نیز ان کو خارج کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) سابق D.S.P خالد پرویز نے اپنی ٹرانسفر سے قبل دو ہفتوں کے دوران مندرجہ ذیل مقدمات کی تفتیش کی۔

1۔ مقدمہ نمبر 205 مورخہ 18-07-03 بجرم 16/7/79۔IL تھانہ ساہوکا۔

2۔ مقدمہ نمبر 233 مورخہ 25-08-03 بجرم 16/7/79۔IL تھانہ ساہوکا۔

3۔ مقدمہ نمبر 250 مورخہ 18-09-03 بجرم 452/149337/148/A1 ت پ

4۔ مقدمہ نمبر 329 مورخہ 01-09-03 بجرم 10/7/79۔ IL سٹی بورے الہ

(ب) سابق DSP/Burewala خالد پرویز نے مندرجہ بالا مقدمات کی تفتیش کی اور اخراج مقدمہ کو درست قرار دیا تفصیل مقدمات اور وجوہات درج ذیل ہیں۔

1۔ مقدمہ نمبر205 مورخہ 18-07-03 بجرم 16/7/79-IL تھانہ ساہو کا مقامی پولیس دوران تفتیش حالات مقدمات جھوٹے پاکر مورخہ 25-09-03 کو مقدمہ خارج کیا جس کی تصدیق 01-01-03 کو D.S.P خالد پرویز نے اور اخراج مقدمہ کو درست قرار دیا۔

2۔ مقدمہ نمبر 233 مورخہ 25-08-03 بجرم 16/7/79-IL تھانہ ساہو کا، مقامی پولیس نے مغویہ کے بیان روبرو مجسٹریٹ کی روشنی میں مقدمہ خارج کیا جس کی تصدیق D.S.P صاحب مذکورہ نے کی۔

3۔ مقدمہ نمبر 250 مورخہ 18-09-03 بجرم 452/337AI/148/149 ت پ تھانہ ساہو کا دوران تفتیش دفعات 149/148/452 ت پ واقعات ثابت نہ ہوئے جو کہ جرائم 149/148/452 ت پ حذف کئے گئے۔ بقیہ جرائم ناقابل دست اندازی ہونے کی وجہ سے مقامی پولیس نے اخراجات رپورٹ تیار کیا جس کی تصدیق مورخہ 29-09-03 کو سابق D.S.P/S.D.P.O بورے والہ نے کی۔

4۔ مقدمہ نمبر 329 مورخہ 01-09-03 بجرم 79/7/10-IL سٹی بوریوالا بمطابق تفتیش D.S.P Burewala خالد پرویز مقامی پولیس نے دریافت درخواست کی تھی اور اپنی تفتیش میں درخواست جھوٹی قرار دی تھی، ایس۔ پی ٹیلی پنجاب لاہور نے انکوائری کر کے درخواست جھوٹی قرار دی۔ لیڈی ڈاکٹر کی رائے میں وقوعہ پرانا تحریر ہے لاگ بک میں ملزم کی حاضری تھانہ فتح شاہ میں پائی گئی ہے۔ مقدمہ جھوٹا اور بے بنیاد سابقہ رنجش کی وجہ سے درج ہونا قرار دیا اور اخراج رپورٹ کا حکم دیا جس پر مورخہ 08-10-03 کو اخراج رپورٹ مرتب ہوئی جس کے بعد بحوالہ درخواست نمبر 4353-CC مورخہ 10-10-03 زیر دستخطی کے حکم پر تفتیش D.S.P انوسٹی گیشن وہاڑی نے کی جنہوں نے دونوں ملزمان کو گنہگار تحریر کیا ملزمان شاہد تبسم اور عثمان اشتہاری قرار دیئے جا چکے ہیں ابھی مقدمہ زیر تفتیش ہے۔

وائرلیس آپریٹر پولیس سٹیشن سٹی بورے والہ کے خلاف درج مقدمہ کی تفصیل اور حکومتی کارروائی کی تفصیل

*3321:ڈاکٹر نذیر احمد مٹھو ڈوگر:کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شاہد نامی وائرلیس آپریٹر تھانہ سٹی بورے والہ کے خلاف اسی تھانہ میں مقدمہ نمبر329/2003 مورخہ 2۔ستمبر2003رجسٹرڈ ہوا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ملزم نے پنچایت کے سامنے اپنے مذموم فعل کی معافی مانگی اور تحریری طور پر اپنا جرم تسلیم کیا تھا جس پر معززین علاقہ کے دستخط موجود ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس وقت کے D.S.P نے مذکورہ مقدمہ کی تفتیش مقامی تھانہ سے لے کر خود اپنے پاس رکھ لی تھی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ D.S.P نے اپنے ماتحت کو بچانے کے لئے مقدمہ کی تفتیش کئے بغیر اس کو خارج کر دیا؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملزم کی ضمانت سیشن کورٹ بورے والہ سے خارج ہونے کے باوجود ابھی تک گرفتار نہیں کیا گیا ہے؟

(و) کیا حکومت اس واقعہ کی تفتیش کسی ایماندار اعلیٰ پولیس ملازم سے کروانے اور ملزم کو گرفتار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ مقدمہ نمبر329 ہے جبکہ تاریخ اندراج مقدمہ 03-09-02 کی بجائے 03-09-01 ہے جو کہ مقدمہ بجرم IL-10/7/79 تھانہ سٹی بورے والہ میں درج ہوا جو کہ ملزم شاہد وائرلیس آپریٹر تھا مورخہ 02-11-02 بروز وقوعہ تھانہ فتح شاہ میں تعینات تھا جبکہ تاریخ اندراج مقدمہ پر بھی تھانہ فتح شاہ میں تعینات تھا۔

(ب) اقرار نامہ بابت ثالثی فیصلہ نمبری 86 مورخہ 03-01-08 ریکارڈ میں شامل ہے جو الزام علیہ فریق D.S.P خالد پرویز کے سامنے مؤقف بیان اختیار کیا ہے کہ الزام علیہ کے والدین نے سردار نذیر احمد مٹھو ڈوگر ایم پی اے صاحب کے دباؤ پر سفید اشٹام پیپرز پر اندراج مقدمہ کے خوف سے دستخط کرائے تھے۔

(ج) یہ غلط ہے کہ تفتیش D.S.P خالد پرویز نے از خود اپنے پاس رکھ لی تھی دراصل ملزم شاہد تبسم کی درخواست نمبر 3620-CC مورخہ 03-09-08 پر حکم جناب ڈی پی او صاحب وہاڑی تفتیش D.S.P خالد پرویز نے کی تھی انہوں نے از خود ایسا نہ کیا تھا۔

(د) یہ غلط ہے کہ مذکورہ D.S.P نے اپنے ماتحت کو بچانے کے لئے مقدمہ کی تفتیش کئے بغیر اس کو خارج کرایا انہوں نے دونوں فریقین کو سنا، ریکارڈ کا ملاحظہ کیا اور اخراج مقدمہ کی ہدایت کی جواب صورتحال یہ ہے کہ بحکم جناب صاحب تفتیش D.S.P انوسٹی گیشن کو منتقل ہوئے جنہوں نے ملزمان کو گنہگار تحریر کرایا ہے ملزمان اشتہاری۔

(ہ) ملزمان کی گرفتاری کی کوشش کی گئی جو کہ ملزمان گرفتار نہ ہوسکے مفرور ہو گئے ہیں انہیں اشتہاری قرار دیا جا چکا ہے۔ جن کی گرفتاری کے لئے بھرپور کوشش کی جارہی ہے۔

(و) متعلقہ صوبائی حکومت۔

B.M.P اور بلوچ لیوی ڈی۔جی۔خان کا محکمہ پولیس میں ادغام کی وجوہات

*3323: سردار فتح محمد خان بزدار: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت بارڈر ملٹری پولیس B.M.P اور بلوچ لیوی، ڈیرہ غازی خان کو محکمہ پولیس میں ضم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس سلسلے میں مقامی نمائندوں سے کوئی مشورہ نہیں کیا جارہا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ بارڈر ملٹری پولیس میں مقامی بلوچ قبائل کے افراد کو بھرتی کیا جاتا ہے اور روزگار کا ذریعہ ہے؟

وزیراعلیٰ:

(الف) بحوالہ جناب پراونشل پولیس آفیسر پنجاب لاہور میمورنڈم نمبر dt:3-11-03 5228/PA مورخہ 28-اگست 2003 کو ہونے والی میٹنگ زیر صدارت جناب صدر پاکستان و وزیراعظم پاکستان میں درج ذیل فیصلہ کیا گیا۔

"The entire districts Rajanpur and D.G Khan be made as Police areas by extending the Police jurisdiction to these areas. There should be no levies or B.M.P

working in these areas for Policing.”

دفتر ہذا کو متذکرہ بالا فیصلہ کی روشنی میں مزید اقدامات کرنے اور ایک Resource Person مقرر کرنے کی ہدایت کی گئی ہے جو اس سلسلہ میں سنٹرل پولیس آفس پنجاب لاہور کو ہفتہ وار progress دے گا۔ مطابق ہدایت معاملہ انڈر پراسس ہے۔

ضم کرنے کی وجوہات:۔

1۔ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور اضلاع سے ملحقہ قبائلی علاقہ شمال سے جنوب کی جانب ایک پہاڑی سلسلہ میں واقع ہے۔ مجرمان واشتہاری مجرمان ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے علاقہ میں ارتکاب جرم کرنے کے بعد قبائلی علاقہ میں چلے جاتے ہیں جہاں پولیس کو ان کی گرفتاری کے لئے داخل ہونے کا اختیار نہ ہے اور B.M.P ایسے مجرمان کو کنٹرول کرنے میں ناکام رہی ہے اس طرح مجرمان اپنے جرم کی سزا پانے سے بچ جاتے ہیں۔

2۔ قبائلی علاقہ کے پیشہ ور مجرمان ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے settled area میں اور بالخصوص راجن پور کے سرکل روجھان کے علاقہ میں اور انڈس ہائی وے پر قتل، ڈکیتی، راہزنی، موٹر وہیکل سنیچنگ اور اغواء برائے تاوان کی وارداتیں کر کے قبائلی علاقہ میں چھپ جاتے ہیں یا پناہ لے لیتے ہیں۔ جن کو کنٹرول کرنے میں B.M.P ناکام رہی ہے جبکہ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور پولیس کو قبائلی علاقہ میں داخل ہونے کا اختیار نہ ہے اس طرح مجرمان اپنے جرم کی سزا پانے سے بچ جاتے ہیں۔

3۔ مجرمان اشتہاری جو قبائلی علاقہ کو اپنی پناہ گاہ کے لئے جنت سمجھتے ہیں۔ بارڈر ملٹری پولیس کو ضم کرنے سے انہیں باآسانی گرفتار کیا جاسکے گا اور ارتکاب جرم کی وارداتوں کو کنٹرول کیا جاسکے گا۔

4۔ قبائلی علاقہ کو مسروقہ گاڑیوں کے لئے ایک dumping ground کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اب مسروقہ گاڑیوں کی برآمدگی ممکن ہوسکے گی۔

5۔ قبائلی علاقہ کے راستوں سے ناجائز اسلحہ ومنشیات کی سمگلنگ کو چیک کیا جاسکے گا

اور روکا جا سکے گا۔

6۔ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کی لاء اینڈ آرڈر situation بہتر ہو گی۔

(ب) گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق عمل ہو رہا ہے۔

(ج) ڈیرہ غازی خان قبائلی علاقہ 07 تمن ہائے، تمن لغاری، بزدار، کھوسہ، لنڈ، قیصرانی اور کھیتران پر مشتمل ہے جس کی 26B.M.P posts ہیں جن کو تھانہ بھی کہا جا سکتا ہے جو تمن وائیز اس طور پر تقسیم ہیں۔

(1)	Tumman Laghari	=	08
(2)	Tumman Buzdar	=	08
(3)	Tumman Khusa	=	03
(4)	Tumman Lund	=	01
(5)	Tumman Qaisrani	=	05
(6)	Tumman Khitran	=	01

کل 26 ہیں۔

راجن پور قبائلی علاقہ 03 تمن ہائے، تمن گورچانی، دریشک اور مزاری پر مشتمل ہے جس کی 19B.M.P posts ہیں جن کو بھانہ بھی کہا جا سکتا ہے جو تمن وائیز اس طور پر تقسیم ہیں۔

Tummans	BMP Posts
Tumman Gurchani	09
Tumman Dreshak	04
Tumman Mazari	06
Total	19

دراصل B.M.P ایک تمنداری اور سرداری فورس ہے جو متعلقہ قبائل کے ساتھ زیادہ وفادار ہے۔ جس کی ریکروٹمنٹ حق کے طور پر ancestral and hereditary system کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ لہذا فورس جس قبیلہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اس قبائلی علاقہ میں تعینات کی جاتی ہے۔

قبائلی علاقہ جات میں B.M.P، بلوچ لیوی
اور پولیس کی کارکردگی و موازنہ

*3324: سردار فتح محمد خان بزدار: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) قبائلی علاقہ میں جہاں بارڈر ملٹری پولیس اور بلوچ لیوی تعینات ہے اور میدانی علاقہ میں جہاں پولیس تعینات ہے، جرائم کی شرح میں فرق بیان فرمائیں؟

(ب) کیا پولیس کی کارکردگی بلوچ لیوی اور بارڈر ملٹری پولیس سے زیادہ بہتر ہے؟

(ج) کیا یہ حکومت وضاحت کرے گی کہ وہ کونسی ناگزیر وجوہات ہیں کہ جس کی وجہ سے B.M.P اور بلوچ لیوی کو پولیس میں ضم کیا جا رہا ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) جرم کا انحصار آبادی اور رقبہ پر ہوتا ہے۔ ڈیرہ غازی خان کا میدانی علاقہ جس کا انتظام وانصرام ضلع پولیس کے سپرد ہے، کا کل رقبہ 1612596۔ایکڑ ہے اور اس کی کل آبادی 518118 افراد پر مشتمل ہے جبکہ اس کے برعکس قبائلی علاقہ 1425814۔ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے اور اس کی آبادی 125000 نفوس پر مشتمل ہے۔ ڈیرہ غازی خان کے میدانی علاقہ کو 14 پولیس سٹیشنز میں تقسیم کیا گیا ہے جبکہ ڈیرہ غازی خان سے ملحقہ قبائلی علاقہ B.M.P-26 پوسٹ پر مشتمل ہے اس طرح ضلع کا میدانی علاقہ قبائلی علاقہ کے مقابلے میں آبادی کے اعتبار سے بہت ہی زیادہ گنجان ہے اور رقبہ بھی زیادہ ہے۔ ضلع راجن پور کی کل آبادی 1197378 نفوس پر مشتمل ہے جبکہ B.M.P کے علاقہ کی آبادی 14000 نفوس پر مشتمل ہے۔ ضلع راجن پور سے ملحق قبائلی علاقہ B.M.P کی 19 پوسٹوں پر مشتمل ہے جبکہ راجن پور کا میدانی علاقہ 12 پولیس سٹیشنز پر مشتمل ہے۔ دونوں اضلاع کے پولیس سٹیشن میدانی علاقہ میں واقع ہیں اور دونوں اضلاع کے میدانی علاقے قبائلی علاقہ کے مقابلے میں آبادی کے اعتبار سے زیادہ گنجان آباد ہیں اور رقبہ بھی زیادہ ہے۔ قبائلی علاقہ کے لوگ قبائلی علاقہ میں جرم کرنے کے بعد قبائلی علاقہ میں چھپ جاتے ہیں یا وہ پناہ لے لیتے ہیں۔ اسی طرح ڈیرہ غازی خان کے جرائم پیشہ لوگ بھی میدانی علاقہ میں جرم کرنے کے بعد ملحقہ قبائلی علاقہ میں پناہ لے لیتے ہیں اس سے میدانی علاقے کے جرائم

میں اضافہ ہوتا ہے جبکہ قبائلی علاقے میں جرائم کی شرح کم ظاہر ہوتی ہے۔ حالانکہ جرائم کی شرح کے حساب سے قبائلی علاقہ میں جرائم زیادہ ہوتے ہیں مگر ان کا اندراج بھی ہو سکتا ہے۔ میدانی پولیس کو اپنے جرائم پیشہ افراد کو پکڑنے کے لئے قبائلی علاقہ میں جانے کا اختیار نہ ہے۔

(ب) محکمہ پولیس ایک منظم ادارہ ہے جو ایک settled علاقہ میں قائم ہے جبکہ بارڈر ملٹری پولیس مخصوص قبائلی علاقہ میں کام کرتی ہے اور بلوچ لیوی اس کی بطور ریزرو فورس ہے جسے ایمر جنسی وقت میں استعمال کیا جاتا ہے۔ پولیس کی تربیت کے لئے ٹریننگ سنٹر قائم ہیں جبکہ B.M.P کی تربیت کے لئے کوئی خاطر خواہ انتظام نہ ہے۔ لہٰذا تربیت یافتہ پولیس کی کارکردگی B.M.P کے مقابلہ میں کئی گنا بہتر ہے۔

(ج) ضم کرنے کی وجوہات:-

1۔ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور اضلاع سے ملحقہ قبائلی علاقہ شمال سے جنوب کی جانب ایک پہاڑی سلسلہ میں واقع ہے۔ مجرمان واشتہاری مجرمان ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے علاقہ میں ارتکاب جرم کرنے کے بعد قبائلی علاقہ میں چلے جاتے ہیں جہاں پولیس کو ان کی گرفتاری کے لئے داخل ہونے کا اختیار نہ ہے اور B.M.P ایسے مجرمان کو کنٹرول کرنے میں ناکام رہی ہے اس طرح مجرمان اپنے جرم کی سزا پانے سے بچ جاتے ہیں۔

2۔ قبائلی علاقہ کے پیشہ ور مجرمان ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے settled area میں اور بالخصوص راجن پور کے سرکل روجھان کے علاقہ میں اور انڈس ہائی وے پر قتل، ڈکیتی، راہزنی، موٹر وہیکل سنیچنگ اور اغواء برائے تاوان کی وارداتیں کر کے قبائلی علاقہ میں چھپ جاتے ہیں یا پناہ لے لیتے ہیں جن کو کنٹرول کرنے میں B.M.P ناکام رہی ہے جبکہ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور پولیس کو قبائلی علاقہ میں داخل ہونے کا اختیار نہ ہے۔ اس طرح مجرمان اپنے جرم کی سزا پانے سے بچ جاتے ہیں۔

3۔ مجرمان اشتہاری جو قبائلی علاقہ کو اپنی پناہ گاہ کے لئے جنت سمجھتے ہیں۔ بارڈر ملٹری پولیس کو ضم کرنے سے انہیں باآسانی گرفتار کیا جاسکے گا اور ارتکاب جرم کی وارداتوں کو کنٹرول کیا جاسکے گا۔

4۔ قبائلی علاقہ کو مسروقہ گاڑیوں کے لئے ایک dumping ground کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اب مسروقہ گاڑیوں کی برآمدگی ممکن ہوسکے گی۔

5۔ قبائلی علاقہ کے راستوں سے ناجائز اسلحہ ومنشیات کی سمگلنگ کو چیک کیا جاسکے گا اور روکا جاسکے گا۔

6۔ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کی لاء اینڈ آرڈر situation بہتر ہوگی۔

پولیس ڈیپارٹمنٹ میں ایک ہی جگہ تین سال یا زائد تعینات آفیسروں کی تفصیل اور جواز

*3332: جناب فیض اللہ کموکہ: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پولیس ڈیپارٹمنٹ پنجاب میں گریڈ سولہ اور اس سے اوپر کے کتنے افسران کا عرصہ تعیناتی ایک جگہ پر 3 سال یا اس سے زیادہ ہوچکا ہے۔ ان کے نام، عہدہ اور جگہ تعیناتی بتائی جائے؟

(ب) (ایگزیکٹو اور منسٹریل) ان افسران کی مقررہ وقت سے زیادہ ایک ہی جگہ تعیناتی کی وجہ کیا ہے اور حکومت کب تک، ان کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ہر کیس کے بارے میں الگ الگ وضاحت کریں؟

وزیراعلیٰ:

(الف) پولیس ڈیپارٹمنٹ میں گریڈ سولہ اور اس سے اوپر کے (منسٹریل) افسران جو ایک ہی جگہ پر عرصہ تین سال یا اس سے زیادہ تعینات ہیں کی تفصیل ضمیمہ (الف) اور (ایگزیکٹو) افسران کی لسٹ ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کارکردگی تسلی بخش ہونے اور کسی قسم کی شکایت نہ ہونے کی بناء پر ایک ہی جگہ پر عرصہ دراز سے تعینات ہیں۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ضلع بھکر میں جیل کی تعمیر کا مسئلہ

285: جناب حفیظ اللہ خان: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بھکر ضلع 1982 میں وجود میں آیا لیکن ابھی تک یہاں جیل نہ بن سکی ہے۔ قیدی روزانہ میانوالی جیل سے عدالتوں میں حاضری کے لئے آتے ہیں، آنے جانے میں اور قیدیوں سے ورثا کے ملنے میں بھی تکلیف ہوتی ہے؟

(ب) ابھی تک بھکر میں جیل کیوں نہ بن سکی ہے، حکومت کب تک بھکر میں جیل کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) میانوالی جیل میں بھکر کے قیدیوں کی آمد و رفت اور سالانہ اخراجات کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) ضلع بھکر میں ڈسٹرکٹ جیل کے قیام کے سلسلہ میں 75 ایکڑ اراضی کے حصول کے لئے بذریعہ محکمہ امور داخلہ پنجاب / سیکرٹری بورڈ آف ریونیو پنجاب، محکمہ جنگلات سے N.O.C دینے کی استدعا کی گئی ہے جیسے ہی محکمہ جنگلات نے N.O.C فراہم کیا حکومت پنجاب سے منظوری کے بعد اس کی تعمیر کا کام شروع ہو جائیگا۔ سکیم اس سال A.D.P میں سیریل نمبر 280/837 پر آچکی ہے۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں تحریر کیا گیا ہے کہ موضع T.D.A/32 تحصیل و ضلع بھکر میں محکمہ جنگلات سے زمین محکمہ جیل خانہ جات کی ٹرانسفر کا کیس زیر غور ہے۔ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب پہلے ہی بھکر میں جیل کی جلد از جلد تعمیر کا حکم دے چکے ہیں زمین ملتے ہی ضروری رسمی کارروائی مکمل کرنے کے بعد تعمیر شروع کر دی جائے گی۔

(ج) جہاں تک بھکر کے قیدیوں کو میانوالی جیل آمد و رفت اور دوسرے اخراجات کا تعلق ہے آمد و رفت کا خرچہ محکمہ پولیس ادا کرتا ہے لہذا اس امر کی تفصیل محکمہ پولیس سے منگوانے کی استدعا ہے۔

اڈیالہ جیل راولپنڈی، تعینات ملازمین کی تعداد و تفصیل

301: محترمہ فائزہ احمد: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اڈیالہ جیل میں کل تعینات ملازمین کے نام مع عہدہ اور تاریخ تعیناتی بیان فرمائیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ ملازمین مقرر مدت سے زیادہ مذکورہ جیل میں تعینات ہیں، کیا حکومت ان کو کسی دوسری جگہ تعینات کرنے کو تیار ہے تو کب تک نہیں تو وجوہ کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) اڈیالہ جیل میں تعینات ملازمین کی کل تعداد 353 ہے۔ جن کے نام مع عہدہ اور تاریخ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ 127 ملازمین مقررہ مدت سے زیادہ مذکورہ جیل میں تعینات ہیں جن کے پے سکیل درج ذیل ہیں:-

1-	پے سکیل-14	1
2-	پے سکیل-08	1
3-	پے سکیل-07	6
4-	پے سکیل-06	3
5-	پے سکیل-05	111
6-	پے سکیل-04	1
7-	پے سکیل-01	04
	میزان	127

انہیں مرحلہ وار تبدیل کیا جا رہا ہے۔

مری۔ دو سگی بہنوں کے قتل پر حکومتی کارروائی

322: جناب عامر فدا پراچہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چند روز قبل ملزم یاسر رزاق نے جھینگا گلی مین بازار مری کے ایک گھر میں داخل ہو کر دو بہنوں کو قتل اور ایک کو شدید زخمی کر دیا جس کا مقدمہ نمبر 125 زیر دفعہ 302/122 ت۔پ درج رجسٹرڈ ہوا؟

(ب) اس مقدمہ میں کتنے ملزم نامزد کئے گئے تھے ان کے نام اور پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) پولیس نے اس مقدمہ کے کتنے ملزمان گرفتار کئے ہیں ان کے نام اور پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اس مقدمہ کی تفتیش کرنے والے پولیس ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ اس قتل کے مقدمہ کا مرکزی ملزم یاسر رزاق سر عام راولپنڈی شہر میں گھومتا پھرتا ہے جس کی اطلاع متعدد دفعہ مدعی پارٹی نے تھانہ کوہ مری کو دی ہے مگر پولیس اس کو گرفتار نہیں کر رہی ہے، بلکہ اس کی سرپرستی کر رہی ہے؟

(و) کیا حکومت اس قتل کے مقدمہ کے مرکزی ملزم یاسر رزاق کو گرفتار کرنے اور اس کی سرپرستی کرنے والے تھانہ کوہ مری کے پولیس ملازمین کے خلاف کارروائی قانونی و محکمانہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ ملزم یاسر رزاق ولد عبدالرزاق قوم مغل جو کہ علاقہ تھانہ صادق آباد راولپنڈی کا رہائشی ہے نے مورخہ 11-04-2004 کو علاقہ تھانہ مری جھینگا گلی میں دو بہنوں مسماۃ مسعودہ، مسماۃ ندا کو قتل کیا اور مسماۃ میمونہ کو مضروب کیا اور بعد از وقوعہ موقع سے فرار ہو گیا جس پر مقدمہ نمبر 125 مورخہ 11-4-04 بجرم 302/324 ت پ تھانہ مری درج رجسٹر ہوا۔

(ب) اس مقدمہ کی F.I.R میں ایک ملزم یاسر رزاق ولد عبدالرزاق قوم مغل سکنہ صادق آباد، راولپنڈی نامزد ہے جبکہ دوران تفتیش گواہان کے بیانات زیر دفعہ 161 ض ف کی روشنی میں مورخہ 11-04-2004 کو جرم 109 ت پ برخلاف مسماۃ رشیدہ رزاق بیوہ عبدالرزاق قوم مغل سکنہ مکان نمبر B-1/1228 گلی نمبر 6 مسلم ٹاؤن صادق آباد راولپنڈی ایزاد کیا گیا۔

(ج) اس مقدمہ میں مورخہ 04-04-14 کو ملزمہ مسماۃ رشیدہ رزاق بیوہ عبدالرزاق قوم مغل مکان نمبر 1228/ B-1-گلی نمبر 6 مسلم ٹاؤن صادق آباد راولپنڈی کو گرفتار کیا گیا جبکہ ملزم یاسر رزاق ولد عبدالرزاق قوم مغل سکنہ صادق آباد راولپنڈی مجرم اشتہاری ہے جس کی گرفتاری کی ہر ممکن کوشش جاری ہے۔

(د) اس مقدمہ کی تفتیش مورخہ 04-4-11 سے لے کر مورخہ 04-07-12 تک مقامی پولیس تھانہ مری کے (1) غلام محمد SI پے سکیل نمبر 14، (2) محمد افسر انسپکٹر پے سکیل نمبر 16، (3) محمد کریم خان A.S.P پے سکیل نمبر 17، (4) عارف محمود انسپکٹر پے سکیل نمبر 16 (5) محمد جمیل SI پے سکیل نمبر 14، (6) اظہار علی شاہ پے سکیل نمبر 14 نے کی۔ اب مورخہ 04-4-11 سے لے کر تاحال ارشد حسین شاہ S.S.P ریج کرائم راولپنڈی کی زیر نگرانی عمر حیات انسپکٹر ریج کرائم پے سکیل نمبر 16 عمل میں لا رہے ہیں۔

(ہ) یہ درست نہیں۔ کہیں سے بھی ایسی کوئی اطلاع پولیس کو موصول نہ ہوئی ہے بلکہ ملزم یاسر رزاق بدستور مجرم اشتہاری ہے جس کی گرفتاری کی کوشش جاری ہے۔

(و) دوران تفتیش مقدمہ ملزم یاسر رزاق کی عدم دستیابی کی وجہ سے اسے عدالت مجاز سے مجرم اشتہاری قرار دلوایا گیا ہے جس کی گرفتاری کے لئے ہر ممکن طریقہ سے کوشش جاری ہے۔ تاہم تھانہ مری کا کوئی بھی ملازم ملزم کی سرپرستی کرنے میں ملوث نہ پایا گیا ہے البتہ ایسا کوئی ملازم نوٹس میں آیا تو اس کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کی جائے گی۔

پولیس اہلکاران کے ہاتھوں خاتون کی جنسی harassment پر حکومتی کارروائی کی تفصیل

327: محترمہ شاہین عتیق الرحمن: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پولیس ایک خاتون عاصمہ افتخار کو جنسی طور پر خوفزدہ کر رہی ہے اور یہ افسوسناک معاملہ مورخہ 2۔فروری 2005 کو روزنامہ "نیوز" میں بھی آ چکا ہے؟

(ب) اگر درست ہے تو آئی جی پنجاب پولیس نے مذکورہ معاملے کو حل کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں؟

(ج) اخبار کے مذکورہ آرٹیکل میں پولیس کے جن افسران کا نام لے کر ذکر کیا گیا ہے ان افسران کے خلاف تحریری یا زبانی کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) مسماۃ عاصمہ افتخار محلہ اقبال پارک علاقہ تھانہ ڈیفنس میں کرایہ کے مکان میں رہائش پذیر تھی اسی مکان کے اوپر والے حصہ میں کوثر راشد نامی عورت اپنے خاوند اور بچوں کے ہمراہ رہتی تھی عاصمہ افتخار کی محلہ میں شہرت اچھی نہ تھی یہ محلہ داروں کو آتے جاتے گالی گلوچ کرتی تھی اور مالک مکان کو کرایہ بھی نہ دیتی تھی۔ محلہ داروں نے مالک مکان پر دباؤ ڈالا کہ اس لڑکی سے مکان خالی کروایا جائے جس پر مالک نے دونوں کا سامان باہر نکال دیا۔ وقوعہ کی اطلاع بذریعہ 15 پا کر محمد افضل A.S.I تھانہ ڈیفنس موقع پر پہنچا جس کو مسماۃ کوثر راشد نے ایک درخواست دی جس پر مقدمہ نمبر 78/05 مورخہ 30-1-05 جرم 448 ت۔پ تھانہ ڈیفنس درج کیا گیا۔ مسماۃ عاصمہ نے پریس کٹنگ میں تحریر کیا کہ کوثر اس کی بہن ہے یہ درست نہ ہے۔ تاہم محمد اشرف انسپکٹر S.H.O تھانہ ڈیفنس ایریا یا کسی دیگر پولیس آفیسر کا مکان پر قبضہ کروانا ثابت نہ ہوا ہے جبکہ پولیس افسران پر جنسی تشدد کے جو الزامات لگائے گئے ہیں وہ بھی درست نہ ہیں۔

(ب) پولیس افسران پر لگائے گئے الزامات درست ثابت نہ ہوئے ہیں۔

(ج) جن افسران پر الزامات لگائے گئے ہیں وہ بے گناہ ہیں۔ کوئی الزام ثابت نہ ہوا ہے جس کی وجہ سے کوئی کارروائی نہ کی گئی ہے۔

تھانہ حجرہ شاہ مقیم، مقدمہ قتل کے اندراج و تفتیش پر
ایس ایچ او کا اختیارات سے تجاوز اور حکومتی اقدامات

331: محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 25/26-5-2004 کی درمیانی شب تھانہ حجرہ شاہ مقیم سکنہ 22/D ضلع اوکاڑہ میں امیر علی ولد کرم الٰہی نامی ایک غریب آدمی قتل ہوا، قتل کے صرف آدھا گھنٹہ بعد ایس۔ایچ۔او عبدالروف چشتی موقع پر پہنچ گیا، لاش کو زبردستی سرکاری

گاڑی میں ڈال کر ہسپتال حجرہ لے گیا اور مقتول کی والدہ کی طرف سے ملزمان کے نام بتانے کے باوجود نامعلوم افراد کے خلاف مقدمہ نمبر 04/323 درج کر لیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب حکام بالا کے علم میں احتجاج کرتے ہوئے یہ بات لائی گئی تو تفتیشی محمد اسلم سب انسپکٹر نے ضمنی نمبر 5 میں ملزمان کو نامزد کر دیا اور گرفتاری کے لئے چھاپے مارنا شروع کر دیئے جب ایس ایچ او کو علم ہوا تو اس نے فوری طور پر مسل سب انسپکٹر سے واپس لے کر ضمنی نمبر 5 کو کاٹ کر نمبر 6 کر دیا اور ضمنی نمبر 5 کو دوبارہ تحریر کر کے ملزمان کو بے گناہ کر دیا۔ ضمنی کو تبدیل کرنے کے متعلق ایس۔ایچ۔او کے خلاف تفتیشی محمد اسلم سب انسپکٹر نے تحریر دے دی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سب انسپکٹر عالمگیر نے بھی ایس۔ایچ۔او کے کہنے پر ملزمان کو بے گناہ ثابت کر دیا، دوبارہ ڈی۔ایس۔پی انوسٹی گیشن نے تفتیش کی تو ملزمان نے قتل کا اعتراف کیا ایک ملزم محمد حسن اس وقت جیل میں ہے اور ایک ضمانت پر ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ قتل ایس ایچ او عبدالرؤف چشتی کی ملی بھگت سے ہوا اس نے ملزمان کو پورا پورا تحفظ دینے کے لئے ضمنی تبدیل کی، تفتیش غلط کی اور بطور ایس۔ایچ۔او زبردستی تفتیش پر اثر انداز ہو کر ملزمان بچانے کی کوشش کی ہے اپنے پیشہ ورانہ فرائض سے غفلت، غیر ذمہ داری اور اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے تجاوز کیا ہے؟

(ہ) کیا حکومت اختیارات سے تجاوز پر مذکورہ ایس۔ایچ۔او کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) اس حد تک درست ہے کہ وقوعہ کی اطلاع پا کر S.H.O عبدالرؤف موقع پر پہنچا۔ مورخہ 26-5-2004 مسماۃ سیداں بی بی مدعیہ نے محمد اسلم ایس۔آئی کو بیان تحریر کرایا کہ 30/11 بجے رات بارش و آندھی کی وجہ سے اپنے پوتے پوتیوں کے ہمراہ کمروں میں سوئے ہوئے تھے امیر علی دکان میں سو گیا۔ آہٹ پر کبوتروں کے کھڈا کے پاس پہنچا تو نامعلوم اشخاص نے اسلحہ آتشیں سے امیر علی پر فائر کیا۔ فائر کی آواز پر وہ مع محمد رزاق پوتا و بہو سرداراں کھڈا کی طرف گئے تو امیر علی جاں بحق ہو چکا تھا۔ بوقت اندراج مقدمہ

مدعیہ نے کسی ملزم کو نامزد نہ کیا تھا۔ یہ بات بھی درست نہ ہے کہ اس کا انگوٹھا سفید کاغذ پر لگوایا بلکہ معززین علاقہ دیہہ کی موجودگی میں مدعیہ کا بیان محمد اسلم S.I نے تحریر کیا جس پر مدعیہ کا انگوٹھا لگوایا۔

(ب) دوران تفتیش مدعی فریق نے تفتیشی افسر محمد اسلم ایس۔آئی پر 15000 روپے کا الزام لگایا جس پر محمد اسلم ایس۔آئی کے خلاف رپورٹ مرتب کر کے بھجوائی گئی اور ایس۔آئی مذکور معطل کر کے تبدیل لائن کیا گیا محمد اسلم ایس۔آئی نے مدعی فریق کی منت سماجت کی وہ ملزمان محمد یار وغیرہ کو چالان کروائے گا جو مدعی فریق محمد اسلم S.I کا سہارا لے کر اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے اور امانت علی S.I ان کے ہاتھوں آلہ کار بن کر غلط طور پر تتمہ بیان جس میں ملزمان کو نامزد کیا گیا تھا کا سہارا لے کر بے گناہ ملزمان کو چالان کروا دیا۔ تتمہ بیان میں محمد یار نمبردار، محمد حسن عرف حسنی کو نامزد کیا اور دو نامعلوم بھی تحریر کرائے۔ بعد ملاحظہ مسل انکوائری و تفتیش S.H.O گوگیرہ کو مارک کر دی۔ ضمنی نمبر 7 میں S.I محمد اسلم نے مسل مقدمہ S.H.O عبدالرؤف انسپکٹر کے حوالے کی جس نے اس دوران کوئی ضمنی تحریر نہ کی ہے۔ انسپکٹر S.H.O عبدالرؤف نے کسی شخص کو بے گناہ تحریر نہ کیا۔

(ج) یہ درست نہ ہے کیونکہ S.I عالمگیر ایک ایماندار، دیانتدار پولیس افسر ہے اس نے اپنی تفتیش کے دوران سامنے آنے والے حالات کے پیش نظر ملزمان کی گرفتاری التواء میں رکھنی تحریر کیا۔ تفتیش D.S.P/Inv کو مارک ہوئی جو آئندہ S.I امانت علی نے کی جو S.I نے آٹھ کس ملزمان کو گنہگار قرار دیا اور D.S.P/Inv ملک حامد محمود نے اس کی تفتیش سے اتفاق کیا بعد ازاں D.S.P/Inv ملک حامد محمود کو اس بناء پر تبدیل کر دیا کہ وہ مقدمات سنگین نوعیت میں غلط تفتیش کرنے اور اپنے ماتحت عملہ کی غلط تفتیش کی تصدیق کرنے کے مرتکب پائے گئے تھے جس پر موجودہ D.S.P/Inv نے مقدمہ ہذا کی مکمل تفتیش کی اور ملزمان محمد حسن عرف حسنی، ریاض عرف دانا، ریاض ولد نواز، محمد یار نمبردار کو بے گناہ تحریر کیا۔ چونکہ ملزمان پہلے ہی چالان ہو چکے تھے محمد حسن کے سوا تینوں ملزمان برضمانت رہا ہوئے جبکہ محمد حسن حوالات جوڈیشل میں تھا اور فیصلہ عدالت کی صوابدید پر چھوڑ دیا نیز دیگر چار کس اعظم عرف اجو، محمد حسین عرف مکو، منظور ولد رنگ علی اور محمد شریف عرف

پٹواری کے بارہ میں تحریر کیا کہ ان کے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے حالات گرفتاری نہ پائے جاتے ہیں اور امانت علیS.I کے خلاف غیر ذمہ درانہ تفتیش مقدمہ کرنے پر محکمانہ کارروائی کرنے کی استدعا کی جس پرS.I مذکور کو اظہار وجوہ کا نوٹس جاری ہوا۔

(د) یہ درست نہ ہے کہ قتلS.H.O انسپکٹر عبدالرؤف چشتی کی ملی بھگت سے ہوا اور اس نے ملزمان کو تحفظ دیا، تفتیش غلط کی اور اثر انداز ہو کر ملزمان کو بچانے کی کوشش کی بلکہ ایس ایچ او انسپکٹر عبدالرؤف چشتی نے مقدمہ کی تفتیش نہ کی ہے۔S.I محمد اسلم نے اول تفتیش کی بعد ازاں میرے حکم پر عالمگیرS.I نے تفتیش کی اور پھرD.S.P انویسٹی گیشن کی نگرانی میں امانت علیS.I نے تفتیش کی جس کی تفتیش سے موجودہD.S.P انویسٹی گیشن نے اتفاق نہ کیا اور از خود مقدمہ ہذا کی تفتیش عمل میں لاکر چار کس ملزمان کو بے گناہ تحریر کرتے ہوئے عدالت کے رحم و کرم پر رپورٹ173 ض ف بھجوائی گئی جبکہ دیگر چار کس کے بارہ میں تحریر کیا کہ ان کی گرفتاری کے حالات نہ پائے جاتے ہیں۔

(ہ) اس سلسلہ میں محکمانہ انکوائری کرائی جا رہی ہے اگر اس میں کوئی بھی پولیس افسر معS.H.O کے قصوروار ہوا تو اس کے خلاف سخت محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جائیگی۔ اس مرحلہ پر تحریر کرنا ضروری ہے کہ اس وقت مقدمہ ہذا کی تفتیشS.S.P صاحب ریجنل کرائم شیخوپورہ ریچ کر رہے ہیں جن کی رپورٹ کی روشنی میں آئندہ مقدمہ یکسو ہوگا۔

سال2003 تا اپریل2005، خواتین و بچوں سے متعلقہ درج مقدمات اور حکومتی اقدامات کی تفصیل

346: محترمہ شاہین عتیق الرحمٰن: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال2003 سے اپریل2005 تک خواتین اور بچوں کے قتل، کاروکاری، اغوا، اغوا برائے تاوان، تیزاب سے جلانے، اعضاء کاٹنے (مثلاً ناک کاٹنے) اور زخمی کرنے کے کتنے مقدمات درج کئے گئے؟

(ب) حکومت نے ان جرائم کے سلسلے میں کیا اقدامات کئے ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) اس سلسلہ میں عرض ہے کہ صوبہ پنجاب میں سال 2003 تا اپریل 2005 خواتین بچوں کے قتل، کاروکاری، اغوا خواتین وبچگان، اغوا برائے تاوان، تیزاب سے جلانے، اعضاء کاکاٹنا اور زخمی کرنا کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔	خواتین اور بچوں کا قتل	2432
2۔	کاروکاری	54
3۔	اغوا	8620
4۔	اغوا برائے تاوان	109
5۔	تیزاب سے جلانے	49
6۔	اعضاء کاٹنے (مثلاً ناک کاٹنے)	6
7۔	زخمی کرنا	1894

(ب) حکومت پاکستان نے تعزیرات پاکستان، ضابطہ فوجداری اور انسداد دہشت گردی ایکٹ 1997 میں بذریعہ ایکٹ نمبر 2005/1 مورخہ 11۔جنوری 2005 ان مقدمات کی سزا میں ترمیم کر کے سزائیں بڑھادی ہیں تاکہ ملزمان کو سخت سزا دلوائی جائے اور ملزمان کی حوصلہ شکنی ہو۔

صوبہ میں بورسٹل / بچوں کی جیلوں اور قیدی بچوں کی عمر وار تعداد و تفصیل

347: محترمہ شاہین عتیق الرحمن: کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جیلوں میں قید 15 تا 18 سال اور 15 سال سے کم عمر بچوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) ساہیوال کا سرٹیفائیڈ سکول کیوں بند کیا گیا ہے؟

(ج) بورسٹل / بچوں کی جیلوں کی تعداد کتنی ہے، ان میں کتنے قیدی بچے ہیں اور یہ جیلیں کن کن اضلاع میں واقع ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) پنجاب کی جیلوں میں قید 15 تا 18 سال کے بچوں کی تعداد 994 ہے اور 15 سال سے کم عمر بچوں کی تعداد 262 ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سرٹیفائیڈ سکول محکمہ پیرول کے ماتحت تھا لہذا اس کے بند ہونے کے بارے میں مذکورہ محکمہ ہی بتا سکتا ہے علاوہ ازیں سنٹرل جیل ساہیوال سے معلوم ہوا ہے کہ دو نو عمر قیدی فرار ہو گئے تھے جس کی وجہ سے سکول بند کر دیا گیا۔

(ج) پنجاب میں صرف دو بورسٹل جیلیں ہیں۔

1۔بورسٹل جیل، فیصل آباد

2۔بورسٹل جیل، بہاولپور

ان میں بند قیدی بچوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

	قیدی	حوالاتی	میزان
بورسٹل جیل، فیصل آباد	121	120	241
بورسٹل جیل بہاولپور	96	86	182

محکمہ جیل میں بھرتی خاتون ملازمین، زیر سماعت مقدمات والی / سزا یافتہ خواتین اور دستیاب سہولیات سے متعلق تفصیلات

348: محترمہ شاہین عتیق الرحمن: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سزا یافتہ خواتین کی تعداد کیا ہے اور جن خواتین کے مقدمات زیر سماعت ہیں، ان کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) کیا راولپنڈی اور فیصل آباد کی خواتین کی جیلوں میں خواتین قیدیوں کو اپنے خاندان کے افراد سے ملاقات کی سہولت دینے کے لئے بیرکیں بنائی جا رہی ہیں؟ اس سلسلے میں کئے گئے اقدامات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) محکمہ جیل خانہ جات میں خاتون ملازمین کی تعداد کتنی ہے ان کی ترقی کے کیا امکانات ہیں، کتنی اسامیاں خالی ہیں اور کیا انہیں رہائشی سہولتیں میسر ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) پنجاب کی جیلوں میں سزا یافتہ خواتین کی تعداد298 ہےاس کے علاوہ زیر سماعت مقدمات حوالاتی خواتین کی تعداد785 ہے۔

(ب) ایسا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

(ج) محکمہ جیل خانہ جات میں خواتین ملازمین کی تعداد 210 ہے۔ان کی ترقی محکمانہ طور پر خالی ہونے والی جگہ پر کی جاتی ہے۔خواتین کی 32اسامیاں خالی ہیں نیز خواتین ملازمین کو ممکنہ رہائشی سہولیات جیل کالونی حدود میں فراہم کی جاتی ہیں۔

جنوری2004تا جون2005،زناء بالجبر کے درج مقدمات اور متعلقہ دیگر تفصیل

390: محترمہ شاہین عتیق الرحمٰن: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

جنوری2004 سے جون2005 تک زناء بالجبر کے کتنے مقدمات درج ہوئے اور کتنے ملزموں کو عدالت کے روبرو پیش کیا گیا؟

وزیراعلیٰ:

جنوری2004 سے جون2005 تک زناء بالجبر کے کل2763 مقدمات درج ہوئے اور 3266 ملزمان کو مختلف عدالت ہائے میں پیش کیا گیا۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا!اس ایوان میں ایک کمیٹی بنی تھی جس نے موجودہ Rules of Business کو amend کرنا تھا،آپ بھی اس کے ممبر ہیں۔اس میں وقفہ سوالات کے بارے میں بھی فیصلہ ہونا تھا کہ اس کا time بڑھایا جائے مگر unfortunately ایک سال ہونے کو ہے لیکن اس کی میٹنگ نہیں ہو سکی۔جس کمیٹی نے Rules of Business میں amendment کے لئے proposals لانی تھیں اس کی آج تک میٹنگ ہی نہیں ہوئی۔میں وزیر قانون صاحب کی بھی توجہ چاہوں گا۔Rules of Business update کرنے کے لئے جو کمیٹی form ہوئی ہے مہربانی کر کے اس کی میٹنگ بلائیں تاکہ رولز کو update کر کے amend کیا جائے۔ دسمبر تک ہم یہ کام مکمل کر کے ایوان میں بتائیں کہ موجودہ رولز آف بزنس میں ہم نے کیا کیا ترامیم

تجویز کی ہیں؟

جناب چیئرمین: رانا صاحب! پیر کو ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہے اس معاملے کو وہاں پر take up کیا جائے گا۔

محترمہ نشاط افزاء: پوائنٹ آف آرڈر۔

سید احسان اللہ وقاص: اگر اجازت ہو تو میں بھی کچھ عرض کر لوں؟

جناب چیئرمین: محترمہ نشاط افزاء اور سید احسان اللہ وقاص صاحب کھڑے ہیں۔ دونوں ہی میرے لئے محترم ہیں، اب پہلے کون بات کرے گا؟

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون راجہ بشارت صاحب جو کہ میرے لئے بڑی قابل احترام شخصیت اور بڑے قابل احترام وزیر ہیں سے گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ وہ ہماری تنقید کو برائے تنقید نہ لیا کریں کیونکہ ہماری آپس میں کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے۔ کوتاہیاں آپ سے بھی ہو سکتی ہیں، کوتاہیاں ہم سے بھی ہو سکتی ہیں، لاپرواہیاں ہم بھی کرتے رہے ہیں اور لاپرواہیاں آپ بھی کر رہے ہیں۔ لہذا ہماری تنقید کو برائے تنقید لینے کی بجائے آپ اس کو تنقید برائے اصلاح لیا کریں کیونکہ جب تک کسی کوتاہی یا غلطی کو point out نہیں کیا جاتا اس کی اصلاح نہیں ہو سکتی، اس کا ازالہ نہیں ہو سکے گا۔ جب تک تنقید نہ کی جائے کوئی معاشرہ فلاح نہیں پا سکتا اور نہ ہی وہ ترقی کر سکتا ہے۔ تنقید ہمیشہ اصلاح کی خاطر کی جاتی ہے تو میں راجہ بشارت صاحب سے گزارش کروں گی کہ میں اسلام آباد سے آ رہی تھی، راوی پُل پر جو پولیس تعینات ہے اس کی کارکردگی میں ان کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں۔ وہاں پر ایک بہت بڑا امدادی کیمپ لگا ہوا ہے جس پر بہت زیادہ سامان پڑا ہوا ہے، وہاں پر لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور کپڑے نکال کر ناپ ناپ کر لے رہے ہیں۔ میں نے وہاں پر گاڑی کھڑی کی اور وہاں پر موجود پولیس والے کو بلوایا اور کہا کہ بھائی دیکھو یہ آپ کی موجودگی میں یہاں کیا ہو رہا ہے؟ راجہ صاحب اکثر کہتے ہیں کہ جی ہماری پولیس قانون کی محافظ ہے، ہم perfect ہیں۔ میں معزز وزیر سے کہتی ہوں کہ کوئی بھی انسان perfect نہیں ہے perfect تو صرف خدا کی ذات ہے۔ ہم میں بہت ساری خامیاں ہیں تو جب میں نے اس پولیس والے سے کہا کہ یہ آپ کی موجودگی میں کیا ہو رہا ہے تو اس نے آگے سے جواب دیا کہ جی عوام نے دیا ہے، عوام کے کام آنے دیں آپ اپنا

راستہ ناپیں جناب! آپ ان کی دیدہ دلیری کا اندازہ لگائیں۔ میری گاڑی پر ایم۔پی۔اے کی پلیٹ لگی ہوئی ہے، میں خود اتری ہوں اور اسے بتایا کہ میں ایم پی اے ہوں۔ وہ کہنے لگا کہ یہاں تو ہر قدم پر ایک ایم پی اے کھڑا ہوا ہے۔ آپ ان کی rudeness اور کارکردگی کا اندازہ لگائیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! تشریف رکھیں۔ آپ کی بات ہو گئی ہے، آج جمعہ ہے اور میں نے ساڑھے بارہ بجے اجلاس wind up کرنا ہے۔ آپ اپنی باقی باتیں پیر کو کر لیجئے گا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ تجویز دینا چاہتی ہوں کہ جو سوالات ایجنڈے پر آتے ہیں وہ ضرورت سے زیادہ ہوتے ہیں جس کی وجہ سے سب سوال discuss نہیں ہوتے اس طرح سے اسمبلی کا وقت بھی ضائع ہوتا ہے۔۔۔

تحاریک استحقاق

جناب چیئرمین: محترمہ! اس حوالے سے رانا آفتاب صاحب بھی پہلے بات کر چکے ہیں۔ رولز میں ترامیم کے لئے ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے اور اس کمیٹی میں وقفہ سوالات کی بابت بات چیت ہوئی ہے۔ ہم یہ تجاویز ایوان میں لائیں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب ہم سید احسان اللہ وقاص صاحب کی تحریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ شاہ صاحب! آپ کی پانچ تحاریک ہیں لیکن قاعدہ 70 کے تحت آج صرف ایک پڑھی جا سکتی ہے، آپ کونسی پڑھنا چاہتے ہیں؟

اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ عبوری رپورٹ بابت سال 04-2003 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

سید احسان اللہ وقاص: جناب! میں تحریک استحقاق نمبر 43 پڑھوں گا۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل (4)230 اور صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ 131 کے مطابق کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی (Council of Islamic Ideology) کی سالانہ عبوری رپورٹ اسمبلی میں پیش کی جانی ضروری ہے تاکہ اسمبلی اس پر بحث کر کے رپورٹ ہذا کی روشنی میں قوانین مرتب کر سکے۔ سال 2003 اور سال 2004 کی

اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ اسمبلی میں پیش نہ ہونے سے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ہمارا ایوان پنجاب کا سب سے اہم منتخب ایوان ہے لہذا یہاں پر آئین اور Rules of Procedure کے تحت چیزیں آنی چاہئیں۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ ہمارے ساتھی ان میں بہت زیادہ دلچسپی نہیں لیتے۔ میرے خیال میں ان میں دلچسپی لینے کا طریقہ بھی یہی ہو گا کہ ہم نے جو رولز بنائے ہیں یا جو چیزیں آئین میں موجود ہیں انھیں یہاں پر پیش کریں۔ کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی آئین کے تحت ایک بہت اہم ادارہ ہے اس کے ذمے وفاقی اور صوبائی قوانین کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر کے مطابق فریضہ سونپا گیا ہے۔ اب دو سال سے اس کی رپورٹ یہاں پر نہیں آئی۔ میڈیکل کالجوں کی رپورٹ ہر سال اسمبلی میں آنی ضروری تھی لیکن وہ نہیں آ رہی تھی میں نے اس کے بارے میں تحریک استحقاق پیش کی تو وزیر صحت نے مہربانی کرتے ہوئے اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کروا دیا۔ جب یہ تحریک استحقاق منظور ہوئی تو دوسرے دن وہ ٹرکوں پر رپورٹیں بھر کے یہاں پہنچا گئے۔ اسمبلی کا وقار اسی میں ہے کہ جو چیزیں یہاں پر طے ہیں اور خاص طور پر جو چیز آئین میں موجود ہے اگر وہ چیز بھی یہاں پر نہ آئے تو پھر کوئی نہ کوئی تو اس کا ذمہ دار ہے۔ عموماً یہ مجھ سے وعدہ کر لیتے ہیں کہ ہم فلاں تاریخ تک پیش کر دیں گے لیکن آج میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس تحریک استحقاق کو مجلس استحقاقات کے سپرد فرمائیں تاکہ وہاں ہم اس چیز کا تعین کریں کہ اس چیز کا کون ذمہ دار ہے جو بروقت رپورٹیں یہاں پر نہیں لانے دیتے۔

جناب والا! آپ ایک بار اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کریں وہاں اس کی تحقیق ہو گی اس کے بعد آپ دیکھیں گے کہ سب لوگ بروقت کارروائی کیا کریں گے اس لئے میری درخواست ہے کہ میری تحریک استحقاق جو ایک آئینی مسئلے پر ہے کہ اسمبلی کے Rules of Procedure کے مطابق ہر صورت ہونا چاہئے اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، چودھری اقبال صاحب!

وزیر خوراک: جناب والا! ہمارا track record اس طرح کا نہیں ہے جس طرح سید احسان اللہ وقاص صاحب فرما رہے ہیں۔ جب کبھی انھوں نے کسی معاملے کی طرف نشاندہی کی ہے تو ہم نے پوری

تندہی سے کاوش کی ہے انھیں جواب بھی دیا ہے اور ہمیشہ ان کی باتوں پر عملدرآمد بھی کرواتے ہیں۔ I am extremely sorry یہ مجھے مل نہیں سکی۔ آج ہی مجھے ملی ہے لہذا میری گزارش ہے کہ آپ اسے next sitting کے لئے pending فرمادیں تو میں جواب دے دوں گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں بھی یہ تحریک استحقاق پیش ہوئی تھی۔ پچھلے سیشن میں اس سے ملتی جلتی تحریک محمد وقاص کی تھی اور یہاں پر ہی ہوئی تھی اور چودھری صاحب نے کھڑے ہو کر اس کا جواب دیا تھا بلکہ انھوں نے oppose کیا تھا۔

وزیر خوراک: یہ نہیں تھی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں، یہ تحریک ہے۔

جناب چیئر مین: چلو اسے pending کر دیتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! میری درخواست ہے کہ جو آئینی مسائل ہوتے ہیں انھیں serious لینا چاہئے۔

جناب چیئر مین: بگو صاحب! یہ سوموار تک جواب لے آئیں گے ورنہ اسے منظور کر لیں گے لہذا یہ تحریک استحقاق سوموار تک pending کی جاتی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: میری گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب چیئر مین: وقاص صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ جمعہ کا دن ہے۔ تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، بی بی!

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب چیئر مین! آج کے روزنامہ "خبریں" میں یہ خبر شہ سرخی کے ساتھ شائع ہوئی ہے کہ ڈنمارک کے کثیر الاشاعت اخبار روز نامہ "جالندھر پوسٹن" میں 30۔ستمبر 2005 کو یہ خبر شائع ہوئی تھی۔ اس میں یہ شہ سرخی ہے کہ نعوذ باللہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے شائع کر دیئے، پاکستان سمیت ممالک کا احتجاج۔"

جناب چیئرمین! اس خبر سے پورے عالم اسلام میں غم وغصے کی لہر دوڑ گئی ہے۔ مسلم ممالک نے اس ناپاک جسارت اور شرمناک حرکت پر سخت احتجاج کیا ہے۔۔۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: سعید اکبر خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب والا! میں رولز کی بات کرنا چاہتا ہوں جو اس وقت violation ہو رہی ہے۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

پوائنٹ آف آرڈر
ایوان میں بزنس کے لئے مختص اوقات میں پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے کی ممانعت

وزیر جیل خانہ جات: جب بھی رولز کی violation ہو رہی ہو تو اسے point out کیا جاتا ہے۔ چونکہ اس وقت رولز کی violation ہو رہی ہے لہذا میں اسے point out کرنا چاہتا ہوں۔ وقفہ سوالات کے لئے ایک گھنٹہ، تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار کے لئے آدھ آدھ گھنٹہ ہوتا ہے۔ جب کسی مخصوص ٹائم میں بزنس ہو رہا ہوتا ہے تو ہمیشہ یہ روایت رہی ہے اور رولز بھی اسی لئے بنائے گئے ہیں کہ اس وقت اور کوئی بزنس take up نہیں کیا جاتا۔ جب یہ تحریک التوائے کار ختم ہو جائے گی تو اس کے بعد پوائنٹ آف آرڈر لیا جا سکتا ہے۔ چونکہ رولز میں جو کسی بزنس کے لئے time limit دی جاتی ہے تو اس کا خیال رکھا جاتا ہے میں یہی بات کرنا چاہتا تھا۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: میں اس بات کو مانتی ہوں لیکن مجھے افسوس ہے کہ جب بھی اس ایوان میں اسلام کی کوئی بات کی جاتی ہے تو اس وقت ان کو رولز یاد آ جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ انھوں نے قانونی بات بتائی ہے، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جی، ٹھیک ہے۔ میں اس کے بعد بات کر لوں گی۔ شکریہ

تحاریک التوائے کار

جناب چیئر مین: تحریک التوائے کار نمبر 441 ملک اصغر علی قیصر صاحب کی طرف سے ہے۔اس کا وزیر ہاؤسنگ کی طرف سے جواب آنا تھا لیکن وہ موجود نہیں ہیں۔راجہ صاحب!یہ پہلے ہی pending چلی آرہی ہے۔ وہ کہیں عمرے پر تو نہیں گئے ہوئے ؟ کیا وزیر ہاؤسنگ کے ایماء پر کوئی صاحب جواب دیں گے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میرے پاس جواب نہیں ہے اگر ہوتا تو میں ضرور دیتا۔

جناب چیئر مین: ٹھیک ہے، یہ تحریک pending کی جاتی ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب والا! یہ تو پہلے بھی دو تین بار pending ہو چکی ہے۔

جناب چیئر مین: وزیر صاحب آئیں گے تو جواب دیں گے۔ یہ تحریک سوموار تک pending کی جاتی ہے اور سوموار کو ہر حال میں اس کا جواب آئے گا اگر وزیر صاحب نہیں آئیں گے تو کوئی دوسرے وزیر صاحب اس کا جواب دیں گے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 588 چودھری زاہد پرویز صاحب!

حکومت کی جانب سے بکر منڈی بند روڈ لاہور پر منظور شدہ پرائیویٹ بس سٹینڈ کو زبردستی بند کروانا

چودھری زاہد پرویز: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ بکر منڈی بند روڈ لاہور پر پرائیویٹ سیکٹر میں کروڑوں روپے کی لاگت سے بس سٹینڈز قائم کئے گئے تھے اور یہ بس سٹینڈز باقاعدہ متعلقہ حکومتی اداروں کی طرف سے اجازت حاصل کرنے کے بعد چلائے جا رہے تھے مگر حکومت نے اب زبردستی یہ تمام بس سٹینڈز بند کروا دیئے ہیں اور ان بس سٹینڈز پر پولیس تعینات کر دی گئی اور یہ تمام کچھ بغیر کسی قانونی جواز کے کیا گیا ہے۔ ماسوائے عبداللہ ٹریولز کے بس سٹینڈ کے اور یہ تمام کچھ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی طرف سے نجی شعبہ میں قائم کردہ سکندریہ ٹرمینل کو کامیاب کرانے کے لئے کیا گیا ہے۔ جن بس سٹینڈ کو بند کیا گیا ہے ان سے روزانہ ہزاروں لوگ مستفید ہوتے تھے اور ان کے بند کرنے سے یہ لوگ در بدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ ان بسوں

کے بند ہونے سے نہ صرف بس مالکان کو نقصان ہو رہا ہے بلکہ جو رقم حکومت کے خزانہ میں ٹیکس کی مد میں جمع ہوتی تھی اب وہ بھی نہ ہو رہی ہے۔اس طرح حکومت کے خزانہ کو لاکھوں روپے وزانہ کا نقصان ہو رہا ہے جس کی وجہ سے شدید اضطراب ان بسوں سے مستفید ہونے والے مسافروں میں پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئر مین: زاہد صاحب! جواب تو وزیر ٹرانسپورٹ دیں گے لیکن میری ذاتی رائے میں وہاں بڑا رش تھا اس لئے اڈے باہر ہی جانے چاہئیں۔جی، وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب چیئرمین! یہ درست ہے کہ بکر منڈی بند روڈ پر پرائیویٹ سیکٹر میں پانچ ڈی کلاس سٹینڈ قائم کئے گئے تھے۔ان کی باقاعدہ طور پر زیر قاعدہ 253 موٹر وہیکل رولز 1969 منظوری دی گئی تھی۔رولز 263 موٹر وہیکل رولز 1969 شرائط لائسنس کی رو سے پرائیویٹ سیکٹر میں قائم شدہ ڈی کلاس سٹینڈ کے مالکان اپنے اڈوں سے صرف اپنی ملکیتی گاڑیاں جن کی تعداد 8 تھی ان کو چلانے کے پابند ہیں جبکہ کسی اڈا مالک کے مطابق قاعدہ 1963 کسی اضافی گاڑی کو چلانے کی اجازت طلب کی اور نہ ہی ایسی کوئی اجازت دی گئی۔مگر ان اڈوں پر قانون کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہوئے اڈا مالکان نے کمیشن پر گاڑیاں چلانا شروع کر دیں اور یہ اڈے جنرل بس سٹینڈ کی شکل اختیار کر گئے جس پر ان اڈوں سے غیر قانونی طور پر چلنے والی گاڑیوں کو روک دیا گیا اور یہ بھی وضاحت کی جاتی ہے کہ ان اڈوں کے مالکان کو اس خلاف ورزی پر متعدد بار شوکاز نوٹس بھی جاری کئے گئے تھے جس پر ان اڈا مالکان نے مثبت رد عمل کا مظاہرہ نہ کیا جبکہ کچھ اڈا مالکان نے اس ضمن میں لاہور ہائی کورٹ میں رٹ پٹیشن دائر کر دی جو کہ زیر سماعت ہے۔تاہم سکندریہ کالونی بس سٹینڈ پر کافی تعداد میں آمد و رفت کی غرض سے ٹرانسپورٹ موجود ہونے کی وجہ سے مسافروں کو کوئی تکلیف نہ ہے۔

جناب سپیکر! میری یہ درخواست ہے کہ اس Adjournment Motion کا ہم نے تفصیل کے ساتھ جواب دے دیا ہے لہذا اس کو dispose of کر دیا جائے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! جب یہ اڈے بنائے گئے تھے تو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اور پراونشل گورنمنٹ نے انہیں اجازت دے کر وہاں پر اڈے بنائے۔جب ریلوے سٹیشن سے اڈے اٹھائے گئے تو مسافروں کو مینار پاکستان کے قریب ذلیل کیا گیا جہاں پر کوئی انتظام نہیں تھا۔لاہور ایک بڑا شہر ہے

جہاں سے مسافر بہت زیادہ تعداد میں آتے اور جاتے ہیں۔ پھر ٹرانسپورٹرز نے کروڑوں روپے لگا کر وہاں پر اپنا کام شروع کیا۔ وہ انٹرچینج نزدیک ہونے کے باعث مسافروں کو بھی سہولت ہوئی اور وہاں پہ کام شروع ہو گیا اس کے دوران ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے وہاں پر ایک اڈا بنا دیا جو باوجود کوشش کے نہ چل سکا۔ پھر وہاں پر شعیب خان نیازی کا اڈا نیازی ایکسپریس کے نام سے چل رہا تھا جس کا تعلق مسلم لیگ (ن) سے ہے۔ بلدیاتی الیکشن سے پہلے اسے pressurize کیا گیا کہ تم مسلم لیگ (ق) join کرو تو پھر تمہارا اڈا چلنے دیں گے اور جب وہ خدا کا بندہ نہ مانا تو سب سے پہلے نیازی ایکسپریس اڈے کو سیل کیا گیا اور اس کی آڑ میں دوسرے اڈے بند کئے گئے۔ اب ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے جو اڈا بنایا ہے وہاں پر نہ مسافروں کے بیٹھنے کا کوئی انتظام ہے وہاں پر وہ اپنی من مانیاں کرتے ہیں۔ پرانی اور دو نمبر بسیں وہاں پر کھڑی ہوتی ہیں جو دوسرے شہروں کو جاتی ہیں اور بڑے اڈوں والے بڑے ٹرانسپورٹرز کو سزا دینے کے لئے اور ان کے ساتھ انتقامی کارروائیاں کرنے کے لئے وہ اڈے بند کئے گئے ہیں جو بالکل خلاف قانون ہے۔

جناب چیئرمین: کتنے اڈے بند کئے ہیں؟

ملک اصغر علی قیصر: سارے اڈے بند کئے ہیں۔

جناب چیئرمین: گورنمنٹ نے صرف نیازی صاحب کا اڈا بند نہیں کیا بلکہ سارے اڈے بند کئے ہیں ویسے مسافروں کو تکلیف تھی کیونکہ میں وہاں سے ایک دو دفعہ گزرا ہوں۔ بہر حال میں اس تحریک کو rule out کرتا ہوں اگلی تحریک التوائے کار نمبر 589 حاجی محمد اعجاز صاحب!

مسلم ٹاؤن لاہور میں سرکاری گاڑی میں سوار نشہ میں دھت افراد کے ہاتھوں ہوٹل کے ویٹر کا قتل

حاجی محمد اعجاز: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 22۔ستمبر 2005 کے ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق رات کو 3 افراد نشے میں دھت سرکاری نمبر پلیٹ لگی گاڑی میں مسلم ٹاؤن لاہور کے علاقے میں ایک ہوٹل میں آئے۔ انہوں نے ویٹر خالد کو کھانا لانے کا آرڈر دیا۔ ویٹر کسی وجہ سے کھانا دیر سے لایا تو تینوں نے مشتعل ہو کر اسے شدید تشدد کا نشانہ بنایا اور

اسے سر عام کان پکڑوا دیئے۔ ٹھڈے مار مار کر ادھ موا کر دیا۔ بعد ازاں انہوں نے اپنے دو اور دوستوں کو بلا لیا اور فائرنگ کر کے خالد محمود کو ہلاک کرنے کے بعد فرار ہو گئے۔ ہوٹل ملازمین نے پانچ قدم دور موجود مجاہد سکواڈ کے اہلکاروں کو زیادتی کے بارے میں بتایا انہوں نے کہا کہ یہ ہمارا علاقہ نہیں ہے۔ مجاہد سکواڈ گروپ کے اہلکار کارروائی کرتے تو تین معصوم بچوں کا بے گناہ باپ ان کے ہاتھوں قتل نہ ہوتا۔ اس واقعہ کے خلاف تمام تاجروں نے احتجاجی جلوس منعقد کئے اور ان میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ بشارت صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب چیئرمین! اس میں حقائق تھوڑے سے درست نہ ہیں۔ یہ تحریک التوائے کار ایک اخباری خبر پر مبنی ہے اور اس میں جو یہ کہا گیا ہے کہ ملزمان سبز نمبر پلیٹ کی گاڑی میں آئے تھے یہ بات درست نہ ہے۔ جس طرح تحریک التوائے کار میں کہا گیا ہے کہ تین پہلے آئے اور دو کو بعد میں بلایا گیا۔ یہ حقیقت نہیں ہے بلکہ پانچوں ملزمان پہلے سے وہاں پر موجود تھے اور پانچوں نے یہ واردات کی ہے اور بعد میں مورخہ 2005-10-1 کو پانچوں ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں ان سے آلہ قتل بھی برآمد ہو چکا ہے اور اس کے علاوہ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ جو مجاہد سکواڈ کی گاڑی کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہاں پر گاڑی موجود تھی اس بات کی بھی وہاں پر تصدیق نہیں ہوئی ہے کیونکہ اس کے لئے مجاہد سکواڈ کے انچارج ایس۔پی سے کہا گیا تھا کہ وہ اس بات کی تحقیقات کریں اور اس تحقیقات کی رپورٹ بھی علیحدہ ہے۔ اس دن مجاہد سکواڈ کی کوئی گاڑی اس علاقے میں پٹرولنگ پر موجود نہیں تھی اس لئے میں عرض یہ کرنا چاہتا تھا کہ یہ حقائق پر مبنی نہیں ہے ایک اخباری تراشہ ہے۔ پرچہ ہوا، ملزمان سارے گرفتار ہو چکے ہیں، آلہ قتل برآمد ہو چکا ہے اور چالان عدالت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین: پھر تو ٹھیک ہے۔ مقدمہ درج ہے، ملزمان جیل چلے گئے ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب چیئرمین! مجاہد سکواڈ کی گاڑی موقع پر موجود تھی اور انہوں نے کوئی ایکشن نہیں لیا اگر وہ ایکشن لیتے تو ہو سکتا ہے یہ قتل ہی نہ ہوتا اصل بات یہ ہے۔

جناب چیئرمین: اب وہ مانتے نہیں ہیں۔ وہ دوسرے علاقے میں آکر کیسے مان جائیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب چیئرمین! یہ تو کوئی بات ہی نہیں مانتے۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب نے جواب دے دیا ہے۔ یہ rule out کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک پر آ جائیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 590 حاجی محمد اعجاز، ملک اصغر علی قیصر، زاہد پرویز، لالہ شکیل الرحمن!

کوٹ لکھپت جیل لاہور میں گنجائش سے زیادہ قیدی رکھنے کی وجہ سے قیدی خارش، ہیپاٹائٹس اور ٹی بی جیسے امراض میں مبتلا

ملک اصغر علی قیصر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 22۔ ستمبر 2005 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق کوٹ لکھپت جیل لاہور میں ایک ہزار قیدی رکھنے کی گنجائش ہے مگر وہاں پر اس وقت 4459 قیدی مقید ہیں جو گنجائش سے چار گنا زائد ہیں۔ ان قیدیوں کو حبس اور گرمی کے موسم میں بھیڑ بکریوں کی طرح بند کیا ہوا ہے جس کی وجہ سے قیدیوں میں کئی مسائل پیدا ہو گئے ہیں۔ جیل میں 1757 حوالاتی قیدی اور 1810 سزا یافتہ قیدی مختلف جرائم کے تحت بند ہیں۔ زنان خانے کی گنجائش سے دو گنا زائد خواتین بند ہیں۔ زنان خانے میں صرف 60 قیدیوں کی گنجائش ہے اس وقت 125 خواتین قیدی ہیں اور ان کے 18 بچے بھی مقید ہیں۔ گنجائش سے زیادہ قیدی رکھنے کی وجہ سے قیدیوں میں خارش کی بیماریاں عام ہیں بعض قیدی ہیپاٹائٹس اور ٹی۔ بی جیسے مرض میں مبتلا ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: قیصر صاحب! آپ نے تحریک التوائے کار نمبر 590 پڑھنی تھی لیکن آپ نے 591 پڑھ لی ہے۔ (قطع کلامیاں)

لاہور میں بم دھماکوں سے متعدد افراد ہلاک اور زخمی ہونے کی وجہ سے عوام میں حکومت کے خلاف شدید نفرت کا اظہار

ملک اصغر علی قیصر: جناب چیئرمین! sorry، میں دوبارہ پڑھتا ہوں۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی

کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 22۔ ستمبر 2005 کو لاہور کے علاقہ اچھرہ اور مینار پاکستان کے مقامات پر دو بم بلاسٹ ہوئے ان کے پھٹنے کی وجہ سے تقریباً 10 کے قریب افراد ہلاک اور سینکڑوں کی تعداد میں شدید زخمی ہوئے۔ یہ واقعات لاہور شہر میں ہوئے جو صوبائی دارالخلافہ ہونے کے علاوہ صوبہ کا سب سے بڑا شہر بھی ہے جس میں ہر وقت ہزاروں کی تعداد میں پولیس ملازمین تعینات رہتے ہیں جن کا کام ایسے واقعات کی روک تھام ہے جن کے پاس سینکڑوں کی تعداد میں گاڑیاں، موٹر سائیکل اور دیگر ذرائع آمدورفت ہیں جن پر حکومت کروڑوں روپے تیل کی مد میں خرچ کرتی ہے۔ اس طرح کے واقعات سے عوام میں حکومت کے خلاف شدید نفرت پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میری استدعا ہے کہ اسی سلسلے میں کل ایک Call Attention Notice اس معزز ایوان میں پیش ہو چکا ہے اور اس کا جواب دیا جا چکا ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے یہ dispose of کی جاتی ہے۔ قیصر صاحب! اس سے اگلی تحریک التوائے کار 591 پر آجائیں۔

ملک اصغر علی قیصر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے۔۔۔

جناب چیئرمین: قیصر صاحب! جہاں تک پڑھ لی تھی اس سے آگے پڑھ لیں اور ہاؤس کا ٹائم بچائیں۔ باقی آج جیلوں کے سوالات ہوئے ہیں اس میں یہ جواب آچکا ہے تو میرا خیال ہے کہ اس پر stress نہ کریں۔

ملک اصغر علی قیصر: انہوں نے general جواب دیئے ہیں۔ یہ سپیشل ایک جیل کے بارے میں معاملہ ہے میں چاہوں گا کہ اس کے بارے میں وضاحت کر دیں۔

جناب چیئرمین: جی، سعید اکبر خان صاحب!

وزیر جیل خانہ جات: پہلے تو میرے معزز رکن اس کو پڑھ رہے تھے تو آپ نے یاد دلایا کہ اس کی باری نہیں ہے، دوسری کی ہے۔ اس کے بعد قواعد یہ ہیں کہ ان کو دوبارہ ساری تحریک التوائے کار پڑھنی چاہئے۔ انھوں نے ادھر سے شروع کی ہے جہاں سے چھوڑی تھی۔

جناب چیئرمین: میں نے اجازت دی تھی۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! مجھے یہ ابھی وصول ہوئی ہے لیکن میں اس کا جواب ابھی دے دینا چاہتا ہوں۔ جس طرح میرے معزز بھائی نے فرمایا ہے کہ وہاں overcrowding ہے یا overpopulation ہے۔اس سے میں انکار نہیں کرتا کہ واقعی اس جیل میں capacity سے زیادہ لوگ بند ہیں۔ میں نے وقفہ سوالات میں جیل ریفارمز کے بارے میں بات کرتے ہوئے یہ بات کی تھی کہ ہمارے پاس جیلوں میں زیادہ لوگ ہیں ان کے لئے ہم کوشش کر رہے ہیں۔ ہم اس جیل کو بہتر کرنے کے لئے بھی کام کر رہے ہیں۔ اس وقت اس میں دو بیرکیں مکمل ہو چکی ہیں، بتیس Death cell بھی مکمل ہو چکے ہیں اور دو بیرکیں زیر تعمیر ہیں۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم پوری کوشش کر رہے ہیں اور باقی آٹھ جیلیں بھی اس وقت تعمیر کے مراحل سے گزر رہی ہیں۔ ان تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم پوری کوشش کر رہے ہیں کہ ان کی تعداد کو balance کیا جائے اور Prison Rules کے تحت کیا جائے۔ جب سے یہ گورنمنٹ آئی ہے ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر پر اگلے دو تین سال تک جیل مکمل کریں گے تاکہ overpopulation بہتر ہو اور تقریباً 20/25 جیلوں میں بیرکیں اور Death Cell تعمیر کے آخری مراحل میں ہیں۔ ہم ان کو اگلے دو تین مہینوں تک take over کر لیں گے اس سے بھی کافی بہتری ہو گی۔

انھوں نے خارش کی بیماری اور ہیپاٹائٹس کا فرمایا ہے اس طرح کی بیماریاں گھر میں رہنے والے لوگوں کو بھی ہو جاتی ہیں۔ یہ بات صحیح ہے کہ اس طرح کی بیماریاں وہاں پر بھی ہوتی ہیں اس کے لئے وہاں پر پورا بندوبست کیا ہوا ہے۔ ہم نے ہسپتال کو دوبارہ منظم کیا ہے وہاں پر ڈاکٹر ہیں، سپیشلسٹ ڈاکٹر بھی ماہانہ visit کرتے رہتے ہیں اور جو ہیپاٹائٹس کے مریض ہیں تو ان کے لئے ہسپتال میں علیحدہ کمرہ بنایا ہوا ہے جو اس طرح کی موذی مرض میں مبتلا ہوتے ہیں ہم ان کو زیادہ care کے لئے وہاں رکھتے ہیں۔ میرے بھائی نے اس معاملے پر ہماری توجہ دلائی ہے اس پر میں ان کا مشکور بھی ہوں اور اس کے لئے ہم پوری کوشش بھی کر رہے ہیں۔ میں ایوان کو یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں پر زیادہ قیدی ہیں جن کا رانا آفتاب صاحب نے بھی اچھے طریقے سے point out کیا تھا تو ہم ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے رات دن کوشش کر رہے ہیں کہ ان کو بہتر کیا جائے۔ میں امید دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ یہ بہتر ہو رہی ہیں اور آئندہ اور زیادہ بہتر ہوں گی۔ میری اس وضاحت پر میں اپنے معزز

ممبر سے گزارش کروں گا کہ وہ اس کو press نہ کریں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ یہ dispose of کی جاتی ہے۔ سعید اکبر خان صاحب، جیلوں میں ٹیلیفون لگنے چاہئیں۔ یہ ان پر احسان ہو گا ورنہ وہ ایک سو روپیہ دے کر ایک کال کرتے ہیں۔ انھوں نے کوئی پیغام دینا ہوتا ہے ان کے لئے یہ بندوبست ہونا چاہئے اور دوسرا ان کے ملاقات کے اوقات بڑھائے جانے چاہئیں۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب چیئرمین! چیئر کا حکم ہے میں اس کو دیکھ لیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: میرا تجربہ ہے کہ وہ فون کرنے کے لئے سپاہی کو ایک سو روپیہ دیتے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب چیئرمین! مجھے پتا ہے کہ جناب کا جیلوں کے بارے میں تجربہ بہت زیادہ ہے۔

جناب چیئرمین: میں نظر بند رہا ہوں میں کسی کیس میں کبھی نہیں گیا۔ ملاقات کا ٹائم بڑھایا جائے تاکہ لوگ سکون سے ملاقات کر سکیں۔ جی، محترمہ فرزانہ راجہ!

صوبائی دارالحکومت لاہور میں محکمہ اوقاف کی اراضی پر ملازمین کی ملی بھگت سے ناجائز قبضہ

محترمہ فرزانہ راجہ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 23۔ ستمبر 2005 کو روزنامہ خبریں میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ محکمہ اوقاف پنجاب کی کروڑوں روپے کی زمین پر قبضہ، تفصیل کے مطابق صوبائی دارالحکومت لاہور میں شاہ بلاول شیر شاہ روڈ کوٹ خواجہ سعید ہسپتال سنگھ پورہ اور دیگر کئی علاقوں میں مزاروں سے ملحقہ محکمہ اوقاف کی کروڑوں روپے مالیت کی زمین پر قبضہ ہو چکا ہے اور لوگوں نے محکمہ اوقاف کے شعبہ لینڈ اور دیگر افسران و ملازمین کی ملی بھگت سے زمینوں پر قبضہ کرنے کے بعد جعلی N.O.C حاصل کرکے وہاں پر مکان تعمیر کرکے بعد میں سوئی گیس اور پانی کے کنکشن بھی حاصل کر لئے ہیں۔ اس میں انتہائی افسوسناک امر یہ ہے کہ جب بھی حکومت نے ان لوگوں کے خلاف ایکشن لینے کا فیصلہ کیا تو انھوں نے اپنے اثر و رسوخ سے آپریشن کلین اپ نہ ہونے دیا اور محکمہ اوقاف کے بعض ملازمین قبضہ گروپوں سے منتھلی وصول کرکے خاموشی اختیار کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے محکمہ اوقاف پنجاب اپنی کمرشل اور کروڑوں روپے

مالیت کی سرکاری زمین قبضہ گروپوں سے واگزار کرانے میں ناکام رہا ہے جس سے صوبہ کے عوام میں غم وغصہ، بے چینی اور اضطراب پایا جا رہا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے؟

جناب چیئرمین: کون سے وزیر صاحب اس کا جواب دیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: وزیر اوقاف نے جواب دینا ہے وہ اس وقت تشریف نہیں رکھتے۔

جناب چیئرمین: وزیر اوقاف تشریف نہیں رکھتے اس لئے اس کو سوموار تک pending کر دیتے ہیں۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اگر آپ List of Business میں دیکھیں تو اس میں Business left over, if any, from the List of Business for 20th of October 2005. جو Business left over ہے، اس میں پرائیویٹ ممبرز ڈے کا بھی تھا۔ پہلے وہ take up کیا جائے گا۔ آپ کل کا List of Business نکلوالیں۔ پہلے آپ وہ take up کریں گے پھر یہ آئے گا۔

جناب چیئرمین: جی، گردیزی صاحب!

وزیر خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم: جناب چیئرمین! محترم رانا صاحب نے جو left over the business کا کہا ہے Private Members کا left over business اگلے Private Members Day پر آئے گا جو official business ہے وہ آج take over ہوگا۔

جناب چیئرمین: میں کہتا ہوں کہ غیر سرکاری کارروائی اسی دن کے لئے مقرر ہو جو اس کا دن ہوتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اگر آپ نے Tuesday کا بزنس Thursday کو کیا ہے تو جو کل کیا ہے وہ آج کیسے نہیں ہو سکتا؟ مجھے rules بتا دیں کہ Rules of Procedure کے مطابق آج نہیں ہو سکتا۔ یہاں پر یہ یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ ہوگا۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب! Rules کیا کہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جہانیاں صاحب نے درست فرمایا ہے کہ کل جو پرائیوٹ ممبرز ڈے تھا اس پر گورنمنٹ بزنس بھی تھا اور پرائیویٹ ممبرز ڈے کا بزنس بھی تھا۔ آج چونکہ پرائیویٹ ممبرز ڈے کا تو بزنس take up ہو نہیں سکتا، آج وہی بزنس take up ہو گا جو گورنمنٹ کا ہے۔ جس دن پرائیویٹ ممبرز ڈے ہو گا اس دن پرائیویٹ ممبرز ڈے کا left ہو رہا ہے تو وہ take up ہو جائے گا۔ آج صرف گورنمنٹ کا بزنس take up ہو گا۔ اس میں باقاعدہ لکھا ہوا ہے کہ Business left over if any–List of Business for 20–10–05 یہ تو گورنمنٹ بزنس پر لکھا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! ایک نشاندہی جو رانا آفتاب صاحب نے کی ہے اور اس کا جواب جہانیاں صاحب اور لاء منسٹر صاحب نے دے دیا ہے اس کے علاوہ غالباً last week میں ایک بات یہ بھی طے ہوئی تھی کہ آئندہ جو اجلاس ہوں گے ہر اجلاس کے بعد زلزلہ زدگان سے متعلق جو ریلیف کی سروسز چل رہی ہیں اس کے متعلق بھی بات ہوا کرے گی۔ وہ ایک دن ایجنڈے پر بات آئی ہے لیکن اس کے بعد اسے miss کر دیا گیا ہے۔ کل محترم لودھی صاحب کی طرف سے ایک درخواست بھی آئی تھی کہ یہ کل چھٹی پر تھے، یہ وہاں ریلیف دینے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ آج یہ موجود ہیں تو میرا خیال ہے کہ انہیں موقع دیا جائے ایک تو کل کی کارروائی کے متعلق ہمیں بتادیں۔۔۔

جناب چیئرمین: Monday کو ان کو سن لیں گے۔ ابھی جمعہ بھی پڑھنا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! first hand information وہاں کی آ جائے گی کیونکہ یہ کل ہی ہو کر آئے ہیں اور چھٹی لے کر گئے تھے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں سوموار کو انہیں سنیں گے۔ رانا صاحب! تشریف رکھیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون (ترمیم) سوسائٹیز رجسٹریشن مصدرہ 2005

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

> "That the Societies Registration (Amendment) Bill, 2005, as recommended by the Standing Committee on Industries, be taken into consideration at once."

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

> "That the Societies Registration (Amendment) Bill, 2005, as recommended by the Standing Committee on Industries, be taken into consideration at once."

MR CHAIRMAN: There are three amendments in this motion. The first amendment is from: Syed Ihsan Ullah Waqas, Ch Asghar Ali Gujjar, Mr Arshad Mehmood Baggu, Dr. Syed Waseem Akhtar, Mr Muhammad Waqas, Ch Muhammad Shaukat, Syed Ijaz Hussain Bokhari, Mrs Tahira Muneer and Miss Zaib Un Nisa Qureshi, Syed Ihsan Ullah Waqas may move it.

کورم کی نشاندہی

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین! میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔ گنتی کی جائے۔

جناب چیئرمین: کورم کی گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب چیئرمین: گنتی کی جائے۔ گنتی کی گئی۔۔۔ کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جی،ارشد محمود بگو صاحب!

مسودہ قانون(ترمیم)سوسائٹیز رجسٹریشن مصدرہ2005
(---جاری)

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: I move:

> "That the Societies Registration (Amendment) Bill, 2005, as recommended by the Standing Committee on Industries, be referred to the Council of Islamic Ideology for advice whether or not the Bill or any part thereof is repugnant to the injunctions of Islam before the Bill is considered by the Assembly."

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین!میرا اعتراض یہ ہے کہ معزز رکن نے جو amendment move کی ہے وہ وقت پر نہیں کی اور یہ timebarred ہے اس لئے اس کو consider نہ کیا جائے۔ میں قاعدہ105کے ذیلی قاعدہ نمبر2 قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997کی طرف جناب کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔

MR. CHAIRMAN: Since the amendment is short of time therefore the same is disallowed.

پوائنٹ آف آرڈر

جناب ارشد محمود بگو:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین:جی،فرمائیں!

حکومت کی طرف سے مدرسوں کی رجسٹریشن میں جلد بازی

جناب ارشد محمود بگو:جناب سپیکر!چار دن پہلے میں نے ہی اس ایوان میں point out کیا تھا کہ جو amendments ہم بھیجتے ہیں وہ in time بھیجتے ہیں۔اب یہ آفس کا کام ہے کہ ہماری جو ترامیم ہیں ان کو in time follow up کرے۔

جناب چیئرمین: آپ آفس سے چیک کر لیں اگر اس میں کوئی خامی ہے تو پھر دیکھ لیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر صرف ایک بات کر کے بیٹھ جاؤں گا۔ انہوں نے اس میں مدرسے کے حوالے سے amendment پیش کی ہے۔ صبح بھی یہ بات ہوئی تھی اور کل بھی بڑی تفصیل سے یہ بات ہوئی تھی کہ حکومت کو پتا نہیں کیا جلدی ہے کہ امریکہ ان کے پیچھے لٹھ لے کر پڑا ہوا ہے کہ آپ نے یہ مسودہ قانون منظور کروانا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ حکومت اس میں جلد بازی سے کام نہ لے مدرسہ ایسوسی ایشن جو کہ علماء پر مشتمل ہے نے حکومت کو یہ offer دی تھی کہ ہم رجسٹریشن کروانے کے لئے تیار ہیں۔ یہ ہمارے ساتھ مذاکرات کر لیں۔ ہمیں رجسٹریشن کروانے سے، اس میں ترمیم کرنے سے کوئی غرض نہیں ہے لیکن یہ گورنمنٹ کی ہٹ دھرمی ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ یہ اکثریت کو bulldoze کر رہے ہیں اور اس کو discuss نہ کیا جائے میں صرف اس حوالے سے بات کرنا چاہ رہا تھا۔

جناب چیئرمین: آپ نے نوٹس کا ٹائم درج کروانا تھا۔ اگر آپ کا ٹائم درج ہے تو۔۔۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ہم نے نوٹس بروقت دیئے تھے میں اس کو چیک کر کے دوبارہ اس ایوان میں لاؤں گا۔

جناب چیئرمین: بگو صاحب! اگر in time ہوئے تو ہم اس پر کارروائی کریں گے اور ہر حال میں کریں گے۔

مسودہ قانون (ترمیم) سوسائٹیز رجسٹریشن مصدرہ 2005

(۔۔۔جاری)

MR CHAIRMAN: The second amendment is from: Syed Ihsan Ullah Waqas, Ch Asghar Ali Gujjar, Mr Arshad Mehmood Baggu, Dr Syed Waseem Akhtar, Mr Muhammad Waqas, Ch Muhammad Shaukat, Syed Ijaz Hussain Bokhari, Mrs Tahira Muneer and Miss Zaib Un Nisa Qureshi, Ch Asghar Ali Gujjar may move it.

وزیر قانون وپارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ ساری ترامیم timebarred ہو چکی ہیں۔

جناب چیئرمین: due to short of time یہ ساری ترامیم disallow کی جاتی ہیں۔

Now the motion moved and the question is:

> "That the Societies Registration (Amendment) Bill, 2005, as recommended by the Standing Committee on Industries, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

MR CHAIRMAN: Now we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE - 2

MR CHAIRMAN: Now Clause 2 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Syed Ihsan Ullah Waqas...

جناب چیئرمین: due to short of time یہ ساری ترامیم cancel کی جاتی ہیں۔

Now the question is:

> "That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE – 3

MR CHAIRMAN: Now Clause 3 of the Bill is under conisderation. Since there is no amendment in it, the question is:

> "That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE - 1

MR CHAIRMAN: Now Clause 1 of the Bill is under conisderation. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR CHAIRMAN: Now Preamble of the Bill is under conisderation. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR CHAIRMAN: Now Long Title of the Bill is under conisderation. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR CHAIRMAN: Now third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

"That the Societies Registration (Amendment) Bill, 2005 be passed."

جناب ارشد محمود بگو: میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: یہ oppose نہیں ہو سکتا۔

The motion moved is:

"That the Societies Registration (Amendment) Bill, 2005 be passed."

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ oppose کیوں نہیں ہو سکتا؟

جناب چیئرمین: میں یہ 109 کی کلاز 4 پڑھ دیتا ہوں اس میں ہے کہ:

When a motion that the Bill be passed has been made, the general provisions of the Bill may be discussed but only wih reference to the amendments, if any, made in the Bill.

MR CHAIRMAN: The motion moved and the question is:

"That the Societies Registration (Amendment) Bill, 2005 be passed."

(The Bill was passed.)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: چونکہ میں نے وعدہ کیا تھا کہ اگر کسی نے تقریر کرنی ہو تو دس منٹ دے دیتا ہوں ورنہ میں اجلاس ملتوی کر دیتا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جب یہ مسودہ قانون انہوں نے پیش کیا تھا تو اس وقت ہم نے اس مسودہ قانون کو اس لئے oppose نہیں کیا تھا کہ ہمیں یہ پتا تھا کہ ہماری ترامیم موجود ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ یہ بل اس وقت point out کرتے ہیں کہ جو اپوزیشن کی ترامیم وقت پر نہیں آئیں لہذا یہ یہاں پیش نہیں ہو سکتیں۔ ہم اس وقت اس کو oppose کر دیتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ راجہ صاحب نے جان بچانے کے لئے اور اس کو اس طرح bulldoze کرنے کے لئے یہ کچھ کیا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ یہ جو آج مسودہ قانون پیش کیا گیا ہے آپ اگر اس کو ملاحظہ فرمائیں کہ انہوں نے کہا ہے کہ ہماری ترامیم بروقت نہیں ہیں۔ حکومت کی طرف سے یہ جو مسودہ قانون پیش کیا گیا ہے اس کے لئے بھی تین دن کا وقت ہمیں دیا جانا چاہئے تھا۔ انہوں نے یہ کل یہاں پر پیش کیا ہے ہمیں تو کہیں سے خبر ملی کہ یہ کل پیش کیا جا رہا ہے۔ ہمیں حکومت کی طرف سے بھی تین دن کا وقت ملنا چاہئے تھا جو کہ نہیں دیا گیا۔ جب حکومت نے ہمیں وقت نہیں دیا تو ہماری ترامیم ہیں جو کہ پیش کی ہیں۔

دوسری بات جو میں آپ کی خدمت میں پیش کروں گا کہ یہ جو مسودہ قانون انہوں نے پیش کیا ہے اسی مسودہ قانون میں دفعہ 19 موجود ہے آپ اس دفعہ کو پڑھ لیں۔ انہوں نے اس تیزی

سے اس مسودہ قانون کو پاس کیا ہے کہ اس پورے مسودہ قانون کو جو پہلے سے موجود ہے اس کو پڑھنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی۔

جناب چیئرمین: احسان اللہ وقاص صاحب یہ اپوزیشن کا کام ہے کہ وہ اپنی تیاری کرے اور اپنے papers وقت پر submit کرے۔ حکومت کا کام اپنا مسودہ قانون پاس کروانا ہوتا ہے جب کابینہ اسے منظور کرتی ہے تو اس نے اسمبلی میں پاس تو کروانا ہوتا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، عظمیٰ صاحبہ!

پوائنٹ آف آرڈر
خواتین ارکان اسمبلی کو فلور کراسنگ کے باوجود
حکومتی وعدے کے مطابق مفادات کا نہ ملنا

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں شاہ صاحب کی بات سے اتفاق کرتی ہوں کہ جس طرح سے bulldoze کیا جا رہا ہے وہ تو آپ کے سامنے ہے لیکن میں ایک بہت ہی اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ چاہتی ہوں اور وہ یہ ہے کہ آج بھی ایک اخبار میں یہ خبر چھپی ہے کہ میری کچھ بہنیں جو اپنے مفادات کی خاطر یہاں سے وہاں گئی تھیں تو ان بیچاریوں کے مفادات پورے نہیں ہو سکے۔ ایک تو دل کی مریض ہو گئی ہیں اور وہ کہہ رہی تھیں کہ میں آرام فرما رہی ہوں [*********]

جناب چیئرمین: محترمہ کے آخری الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب چیئرمین! میری دوسری بات یہ ہے کہ میری دوسری بہن جنہیں مشیر بنایا گیا ہے کے خلاف ایک پروپیگنڈا شروع کر دیا گیا ہے۔ تمام خواتین نے ان کے خلاف ایک محاذ بنا لیا ہے اور ان کے Minister concerned نے بھی کہا ہے کہ یہ میرے معاملات میں

* بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

interfere کرتی ہیں بلکہ باقاعدہ وزیر اعلیٰ کو شکایت کی ہے کہ میرے معاملات میں interfere کیا جا رہا ہے۔ مجھے دلی ہمدردی ہے ان بہنوں سے جو بیچاری یہاں سے وہاں تک گئیں اور یہاں سے وہاں کا سفر بھی بیچاریوں نے کیا اور وہ سفر جس طرح سے بھی کیا لیکن میری ان سے دلی ہمدردی ہے تو میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اب یہ بیچاریاں ادھر کی رہی ہیں اور نہ ادھر کی رہی ہیں اور نہ ان کی حالت دیکھنے کے لائق ہے۔ شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، مرتضیٰ صاحب!

دعا

بیمار خاتون رکن اسمبلی کے لئے دعائے صحت

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! ہماری ایک ساتھی آ نٹی ٹاؤن شپ جن کا مسلم لیگ (ن) سے تعلق ہے وہ کل سے بڑی سخت بیمار ہیں تو انہوں نے خصوصاً مجھے request کی ہے کہ ان کے لئے مہربانی فرما کر دعائے صحت کروائی جائے تاکہ وہ دوبارہ اس ایوان میں آکر اس کی رونق کو دوبالا کریں۔

جناب چیئرمین: جی، احسان اللہ وقاص صاحب! بی بی عابدہ جاوید کے لئے دعائے صحت کروا دیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! ڈاکٹر فرزانہ نذیر جو کہ پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت ہیں ان سے دعا کروائی جائے۔ (قہقہے)

جناب چیئرمین: محترمہ کے لئے دعائے صحت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر محترمہ عابدہ جاوید کے لئے دعائے صحت کی گئی)

جناب چیئرمین: آج کے اجلاس کا ایجنڈہ مکمل ہوگیا ہے لہذا اب اجلاس بروز پیر مورخہ 24-10-05 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔